بہتا ہوا لمحہ

نبیلہ ابر راجہ

نبیلہ ابر راجہ

بھٹکا ہوا لمحہ

"آخر آپ کے اس طرح رونے کا مطلب کیا ہے یہی نا کہ اس گھر میں آپ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں میں اور میرے گھر والے جنگلی درندے ہیں۔ میں اجڈ اور اوباش ہوں۔ آپ کے ساتھ میرا رویہ بہت تھرڈ کلاس ہے۔ میں نے ظلم و ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ ہے ناں یہی بات۔"

وہ دل جلانے والی مسکراہٹ لبوں سے چپکائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے تیز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے ٹھیک اندازوں پہ نورالصبح کو بڑی کوفت ہوئی۔ اس نے جلدی سے آنسو پونچھے اس کے سامنے رونا اپنی کمزوری اور شکست کا اظہار کرنے کے مترادف تھا اور وہ اسے اتنی جلدی جیتتا ہوا نہیں دیکھ سکتی تھی۔ اس کی بدقسمتی کہ رانیہ نے اسے روتے دیکھ لیا۔ وہ اپنے تئیں سب کی نگاہوں سے اوجھل ہو کر بیٹھی تھی۔ رانو سارا کچن سمیٹ کر گئی تھی۔ وہ اپنے لیے چائے بنانے آئی تھی۔ چائے پیتے ہوئے اس کا ذہن بھٹک کر عثمان احمد کی طرف چلا گیا۔ انھیں اس کے ہاتھ کی بنی چائے بہت پسند تھی۔ بہت شوق اور اصرار سے پیتے تھے۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ سامنے ہوں چائے کی پیالی سے نکلتی بھاپ کے پیچھے وہ اسے نظر آ رہے تھے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں چھونا چاہا تو وہ تصوراتی ہیولا یکدم غائب ہو گیا۔ اپنی بے بسی پہ

مکمل ناول

اسے رونا آگیا۔

اتنے میں راحیل بھی ادھر آگیا۔ اسے یوں روتے دیکھ کر اس کے اندر اشتعال کی ایک زبردست لہر اٹھی تب ہی تو وہ طنزیہ طنز کیے جا رہا تھا۔ وہ کہاں تک چپ رہتی کرارا سا جواب دے دیا جس پہ اس کا غصہ دوچند ہو گیا۔

"ساری اکڑفوں دو سیکنڈ میں نکال دوں گا۔ آخر ہو کیا چیز تم اگر ایک تھپڑ ہی مار دیا تو خدشہ ہے کہ یادداشت نہ چلی جائے۔"

نورالصبح کی عزت نفس پہ جیسے گہری چوٹ پڑی' وہ کرسی دھکیل کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اتنی کمزور نہیں ہوں میں۔" راحیل کے الفاظ اور انداز تخاطب نے اسے جلتی آگ میں جھونک دیا تھا۔

"آ۔ آ۔ اچھا۔" راحیل نے کھینچ کر لفظ اچھا کو ادا کیا۔

"اپنے آپ میں رہیں تو بہتر ہے۔" نورالصبح دانت پیس کر بولی۔

"آپ اپنے آپ میں کہاں رہنے دیتی ہیں۔ دیکھتے ہی بہکنے لگتا ہوں۔" اس کے الفاظ کا الٹا اثر ہوا۔ راحیل کا لہجہ خمار آلود ہو گیا۔ وہ آگے بڑھ آیا۔ نور دل کر دیوار کے ساتھ جڑ گئی۔

"بڑے عجیب حالات میں آئی ہیں آپ ورنہ عثمان احمد میں بڑا دم خم تھا۔ انہوں نے تو آپ کو مجھ سے چھیننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ خیر اب تو آپ ہماری ہو چکی ہیں۔ آپ کے والد محترم کے والد بھی ہمیں جدا نہیں کر سکتے۔ کیوں میں سچ کہہ رہا ہوں؟" بولتا ہوا وہ اس کے اور بھی قریب آگیا تو نورالصبح کی ساری بہادری ہوا ہو گئی۔ اب شامت آئی کہ تب' راحیل کے دونوں ہاتھ اس کے دائیں بائیں دیوار پہ ٹکے ہوئے تھے۔ درمیان میں ایک ڈیڑھ فٹ سے کم فاصلہ تھا۔ راحیل کی ٹی شرٹ میں سے جھانکتے مضبوط مردانہ بازو اس کے کلائیوں اور کندھوں کو چھو رہے تھے۔ نورالصبح کی نظریں اس کے بٹنوں پہ مرکوز ہو گئیں۔ وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب اس کا سامنا ہوا تھا۔

"ہٹیے سامنے سے۔" اس نے بمشکل [illegible] ہاتھوں سے اس پہاڑ کو پیچھے ہٹانا چاہا جو [illegible] روپ دھارنے جا رہا تھا۔

"کیوں آپ کمزور تو نہیں ہیں۔" راحیل [illegible] کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے اور اس کا کچھ دیر [illegible] جملہ اسی کو لوٹایا۔

"پلیز۔" وہ رو دینے کو تھی۔ راحیل کو [illegible] بس کیفیت پہ بڑا لطف آیا۔ وہ غور سے [illegible] بال چٹیا کی قید سے آزاد ہو کر یوں دائیں [illegible] رہے تھے جیسے کئی روز سے انہیں توجہ [illegible] ہو۔ گلابی لبوں کو دانتوں سے کچلتے ہوئے [illegible] پاک نگاہوں کو اپنے وجود پہ محسوس کر رہی [illegible] دل حلق میں دھڑکنے لگا تھا۔

"میں بہک بھی جاؤں تو کیا ہے۔ یہ [illegible] شک کو بھی راہ سے بھٹکا سکتا ہے اور میں تو [illegible] بھی نہیں۔" نورالصبح نے پوری قوت سے [illegible] دیا پر اس پہ کوئی اثر نہ ہوا۔

"جتنا دور بھاگیں گی' یہ آگ اور بھڑکے [illegible] اسے بری طرح خوفزدہ کر رہا تھا کیونکہ طاہر [illegible] دونوں گھر پہ نہیں تھے' اسے تو گویا کھلی چھٹی [illegible] تھی۔ ان کی موجودگی میں وہ جانے میں رہتا تھا [illegible] ابھی وہ بھٹنے پہلے کی ہی تو بات تھی۔ تزئین [illegible] دونوں ایک دعوت میں مدعو تھے ان کی واپسی [illegible] متوقع تھی۔ نورالصبح اپنے کمرے میں [illegible] راحیل گھر پہ ہوتا تو وہ خود کو اپنے کمرے [illegible] کرلیتی' طاہر اور تزئین جونہی گھر سے نکلے [illegible] ناگہانی کی طرح اس کے کمرے میں آدھمکا [illegible] دوپہر میں خوب سوئی تھی اس لیے اتنی جلدی [illegible] آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ اکتا کر شی کے [illegible] پر تجسس ناول میں وہ بری طرح کھوئی ہوئی [illegible] اس کے بیڈ روم میں راحیل نے قدم رکھا [illegible] تو ذرا سی پہ ظاہر نہیں ہونے دیا۔

[illegible] میرا سال چال پہ جھپٹنا گوارا نہیں کرتیں مگر [illegible] کی طرح بے مروت نہیں ہوں۔ آپ کی [illegible] کرنے آیا ہوں۔"

[illegible] بیڈ کے ایک سرے پہ بیٹھ گیا۔ [illegible] کتاب رکھ دی۔ رات کے گیارہ بجے [illegible] تمام ملازم سوائے چوکیدار کے اپنے اپنے [illegible] میں جا چکے تھے' وہ نیم وا آنکھوں سے اسے [illegible] نورالصبح کے چہرے پہ شکست واضح طور پر [illegible] تھی۔ راحیل مسکرا دیا' دروازہ کھلا ہوا تھا۔ [illegible] کر غیر محسوس انداز میں بیڈ سے اتری [illegible] تھا کیدم ہاتھ بڑھا کر پیچھے سے اس کا [illegible] اور جست لگا کر اس کے سامنے آگیا۔ [illegible] کے شانوں پہ بکھر گئے۔

[illegible] کیا خوشبو ہے۔" وہ اپنا چہرہ اس کے کھلے [illegible] قریب لے گیا۔ نورالصبح تڑپ کر مڑی' اسی [illegible] راحیل کی جیب میں پڑا ہوا موبائل فون کھنکنایا۔ [illegible] طرف متوجہ ہو گیا تو وہ دوسرے کمرے میں [illegible] سکینہ کو بھی اٹھا دیا اب وہ خود کو محفوظ تصور [illegible] تزئین وہ کہاں پہ لگی تھی۔ وہ مکمل طور پہ اس [illegible] میں تھی۔ راحیل یوں ٹلنے والا بھی نہیں لگ [illegible] خود کو بے یار و مددگار پا کر اس کے آنسو [illegible] ڈھلک آئے۔ کسی انہونی کا خدشہ تو ہر [illegible] بھی اس کے دل کو بے سکون رکھتا تھا۔ [illegible] کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر گڑبڑا گیا۔

[illegible] مجھے پریشان کر کے آپ کو کیا مل جائے [illegible] ٹیک لیوی اٹ۔" اس نے سچ مچ راحیل [illegible] کے دونوں ہاتھ جوڑ دیے تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔ [illegible] گہرے گہرے سانس لینے لگی۔

[illegible] دوستی کر لیتے ہیں' آپ مجھے میری خامیاں [illegible] بتا دیں تو اور میں آپ کو آپ کی غلطیاں بتاؤں [illegible] جو آپ کر رہی ہیں۔ اس میں صرف [illegible] نقصان ہے میرا نہیں۔" اس کا جواب [illegible] آکر دے بھی دیتی تو راحیل ۔ کے لیے وہ

قابل قبول نہ ہوتا' اسٹول پہ بیٹھی وہ سوچوں کے تانے بانے بنتی رہی۔

☼ ☼ ☼

اس کی نظریں بظاہر مائیکل شولوخوف کے ناول the don and quite flows پہ جمی ہوئی تھیں پر ذہن کہیں اور تھا۔ جاتے سورج کی الوداعی کرنیں پورے لان میں بکھری ہوئی تھیں۔ کین کی کرسی پہ نیم دراز وہ کتاب کو گھورے جا رہی تھی۔ راحیل گھر پہ ہی تھا کاشف' سمیر اور فراز بھی آئے ہوئے تھے۔ وہ نئی البم پہ کام کر رہے تھے اس لیے تقریباً" روزانہ ایک جگہ اکٹھے ہوتے۔ وہ رات دن کا فرق بھلائے ہوئے تھے' اس وقت بھی چاروں اپنے اپنے کام میں مگن تھے۔ راحیل کی آواز کھلی کھڑکیوں کے راستے اس کے کانوں تک آ رہی تھی۔

من ہے پیاسا جیون ہے پیاسا
پیاس کیسے بجھے من کی

وہ تینوں اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ "انترے میں وائلن کا ٹچ بہت زبردست لگے گا' دیکھ لینا۔ پبلک بہت پسند کرے گی۔" سمیر نے مشورہ دیا۔

"ہاں۔ وائلن بڑا رومانوی سا الفسٹرومنٹ ہے پھر اس کی جو ویڈیو بنے گی سونے پہ سہاگہ ہو گی۔ ہٹ نمبر "تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل۔" اب بھی ریکارڈ سیل کر رہا ہے۔ لوگ پسند کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس گانے میں جذبوں کا اظہار بڑے سادہ انداز میں کیا گیا ہے۔ اس کا میوزک بھی بڑا سریلا ہے پھر راحیل کی آواز اور پرسنالٹی رہی سہی کسر پوری کر دیتی ہے۔"

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ "بھوری" کو بھی اتنا ہی ہٹ ہونا چاہیے۔" فراز نے تائید کی۔ وہ بہت پرجوش ہو رہا تھا۔

"ہٹ کیوں نہ ہو گا' ڈوب کر گایا ہے' اس نے کیونکہ یہ پردہ دل کا معاملہ تھا۔" کاشف نے راحیل کو چھیڑا جو بہت ست اور بیزار لگ رہا تھا تینوں نے بغور

بستر سے اٹھ کر کھڑکی کے شیشے سے پردے سرکائے۔ سورج کی البیلی کرنیں کمرے میں گھس آئیں۔ اس نے دونوں بازو اٹھا کر انہیں ورزش کے انداز میں مخصوص حرکت دی۔ چند بار ایسا کرنے کے بعد اس کی ساری سستی ہوا ہو گئی اس کے جی میں آیا۔ کاشف کی طرف چلا جائے اسے نئی البم کی شاعری بھی ڈسکس کرنی تھی۔ سمیر اور فراز بھی ادھر ہی تھے۔ کریم کو چائے کا کہہ کر وہ فریش ہونے واش روم میں گھس گیا اور دوبارہ باہر انہی کپڑوں میں آگیا وہ سکینہ کو کپڑے نکالنے کا کہہ کر واپس آرہا تھا۔ شکنوں سے پُر شرٹ کے بٹن وہ اضطراری انداز میں چھیڑتے چھیڑتے رک گیا۔ کوریڈور میں ریسیور کان سے لگائے نورالصبح کھڑی تھی۔ راحیل کی طرف اس کی پشت تھی۔

وہ کیا کہتی ہے۔ اسے اپنے بارے میں خوش فہمی تھی۔ ہو سکتا ہے درپردہ وہ اس کی محبت کا دم بھرتی ہو اور اس کا ذکر وہ عاشی سے کرے کیونکہ اس کے سامنے پہلی بار عاشی کا فون آیا تھا۔

"ہم کیسے ہیں؟ امی ٹھیک ہیں اور تم کیسی ہو؟" وہ ایک سانس میں بے قراری سے کہتی چلی گئی۔ "عاشی یہاں اس گھر کے درودیوار میں گھٹ کر مرجاؤں گی تم سب کو بتاؤ۔ میں بے قصور ہوں۔ تم تو گواہ ہو کہ میں اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی اپنے لائف پارٹنر کے طور پر میں ایسے کسی شخص کا تصور تک نہیں کرسکتی۔ یہ سراسر ظلم ہے۔ کرے کوئی بھرے کوئی۔"

اپنے بارے میں نورالصبح کے تبصرے نے اس کی خوش فہمی کو ختم کردیا۔ نہ جانے کیوں اسے دکھ سا ہوا۔ ہم جنہیں دل و جان سے چاہتے ہیں۔ ان کی معمولی سی نفرت بھی برداشت نہیں ہوتی اور کہاں سر سے پیر تک نفرت کے زہر میں ڈوبی لڑکی جو قدم قدم پہ اس کی توہین و تضحیک کررہی تھی۔

"نہیں... اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ محض کاغذ کے [illegible] سے کوئی تعلق اٹوٹ نہیں [illegible] اور روح سے جنم لیتے ہیں۔ تلی سوئے اگر مجھے اس گھٹیا شخص سے نجات نہ ملی تو میں مرجاؤں گی۔ راحیل کو سوچنا مردانگی کی توہین ہے۔ ایسے عورتوں جیسے حلیے والے مرد کے ساتھ میں نہیں رہ سکتی۔"

نورالصبح کی بات ادھوری ہی رہ گئی۔ راحیل اس کے آخری جملے ضبط نہ کرسکا تھا۔ اس کے اندر ایک دم ہزاروں آتش فشاں لاوا اگلنے لگے تھے اور خون کنپٹیوں میں ٹھوکریں مارنے لگا تھا۔ ایسی شرمناک توہین کا اس نے اس بالشت بھر ڈیڑھ چھٹانک کی لڑکی سے تصور تک نہ کیا تھا۔ اس کے اندر کا انا پسند مرد اس چوٹ پر تلملا اٹھا تھا۔ اس کا ردعمل بہت شدید تھا۔ پوری قوت سے اس نے نورالصبح سے ریسیور لے کر کریڈل پہ پٹخا۔ اس اچانک افتاد پر وہ گھبرا گئی اگر میز کا کنارا نہ تھام لیتی تو زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ راحیل نے سختی سے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اپنے مقابل کھڑا کرلیا۔

"آخر تم خود کو سمجھتی کیا ہو۔ میں تمہیں چھوڑنے کا نہیں۔ اس گھر میں زندہ دفن بھی کردیا تو کوئی پوچھنے کی جرأت نہیں کرے گا۔" اس نے سختی سے ہاتھ نورالصبح کے شانے میں جیسے گاڑے ہوئے تھے۔

"آج بتا کر رہوں گا کہ کسی مرد کی مردانگی کو للکارنے کی کیا سزا ہے۔"

راحیل نے ایک ہاتھ سے اس کا منہ دبایا اور دوسرے ہاتھ سے اسے کھینچتا ہوا زبردستی اپنے کمرے میں لے آیا۔ دیوار کے ساتھ کھڑی نورالصبح اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ اسی کشمکش میں اس کا دوپٹہ بھی کہیں گر گیا تھا۔ اس ناگہانی پہ وہ بری طرح سٹپٹائی تھی۔ اور اب تو اس کی کیفیت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والی تھی۔ دروازہ بولٹ کرکے وہ اس کی طرف مڑا تو نورالصبح نے آنکھوں پہ دونوں ہاتھ رکھ لیے۔ اس کی آواز گویا حلق ہی میں گھٹ کر رہ گئی۔ اپنی موت اسے قریب آتی محسوس ہورہی تھی۔

"تمہیں ضرور معلوم ہونا چاہیے مرد ہوتا کیا ہے۔ تمہاری ساری غلط فہمیاں دور کردوں گا۔" راحیل نے سختی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر آنکھوں سے ہٹائے

واس کی کلائی میں بجتی نازک سی چوڑیاں راحیل کے مضبوط ہاتھوں میں ٹوٹ گئیں۔ چند ٹکڑے نورالصبح کے چبھ گئے۔ وہ اپنی سسکی نہ روک سکی مگر یہ سسکی ادھوری ہی رہ گئی راحیل نے بے رحمی سے اپنا ہاتھ اس کے منہ پر لوہے کے مضبوط ڈھکن کی طرح جمادیا۔

نورالصبح کا دل سینے میں پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ یہ اس کے ساتھ کیا ہونے جارہا تھا۔ کاش اس سے پہلے ہی موت آجائے۔ وہ بے یارومددگار چڑیا کی طرح نظر آرہی تھی جو بے خبری میں جال میں پھنس گئی ہو۔ اس کا چہرہ خطرناک حد تک پیلا پڑ گیا۔

"ہمیشہ تم مجھ سے دور بھاگتی رہی ہو۔ میری قربت تمہارے لیے کراہیت آمیز ہے۔ آج اپنی نفرت کا مظاہرہ نہیں کرسکو گی۔" وہ سفاک لہجے میں بولتا اس کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا۔

"نن... نہیں۔" نورالصبح کی سرگوشی چیخ میں بدل گئی۔

"ہاں۔" راحیل کے بازوؤں نے اسے اپنی فولادی گرفت میں جکڑ لیا۔

"تم نے میرے اندر کے انا پسند مرد کو چھیڑ کر اچھا نہیں کیا ہے۔" وہ اسی طرح مخاطب ہوا۔ نورالصبح نے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے بھرپور کوشش کی۔ اسی جھونک میں سیدھا اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کی آنکھوں کے آگے تارے سے ناچ گئے۔ پھر دھند کی چادر سی تن گئی۔ اس کا سر بے جان انداز میں راحیل کے شانے پر گر گیا۔ تب اس نے دیکھا وائٹ ڈسٹمپر شدہ دیوار پہ سرخ دھبہ سا تھا۔ نورالصبح کے سر کے پچھلے حصے سے خون تیزی سے نکل رہا تھا۔ راحیل اپنا غیض و غضب بھول گیا۔ اسے بیڈ پہ لٹا کے وہ جلدی سے بینڈیج کا سامان لایا۔ وہ بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ چہرے پہ خوف ٹھہرا ہوا تھا۔

"راحیل صاحب! اگر ڈیڈی نے اسے اس حال میں دیکھ لیا تو خیر نہیں ہے۔" اس کا زخم صاف کرتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔ دل میں وہ پریشان تھا۔ اس کی بینڈیج کرکے راحیل نے سب سے پہلے اسے اس کے کمرے میں چھوڑا پھر خون آلود بیڈ کور اور تکیے کا غلاف بدلوایا۔ ظاہر ہے کہ ملازم اندھے تو نہیں تھے جو نہ دیکھ سکتے۔ کریم، نجمہ اور سکینہ نے سب دیکھا تھا اپنے صاحب کی عادت سے بھی واقف تھے مگر ملازم تھے وہ کیا کرسکتے تھے۔ راحیل آنے والے حالات کے لیے خود کو تیار کررہا تھا۔ ملازموں کو اس نے سختی سے زبان بند رکھنے کو کہا اور خود کو اس سارے واقعہ سے لاتعلق ظاہر کرنے کے لیے وہ کاشف کی طرف چلا گیا۔ اس کی واپسی رات گیارہ بجے کے بعد ہوئی، سارے گھر کی لائٹس آن تھیں، اس کے دل میں انجانے سے خدشے بیدار ہونے لگے۔ سب سے پہلے اس کا سامنا نجمہ سے ہوا۔ جانے سے پہلے اس نے نجمہ سے ڈاکٹر لودھی کو فون کروادیا تھا، اس لیے قدرے مطمئن سا تھا۔

"ڈیڈی کہاں ہیں؟" اس نے پُرسوچ انداز میں دریافت کیا۔ نجمہ جواب میں الفاظ ملاتے ملاتے رک گئی۔

"بڑے صاحب اور بیگم صاحب چھوٹی بی بی کے کمرے میں ہیں۔ ابھی ابھی ہاسپٹل سے گھر لے کر آئے ہیں۔" نجمہ نے بتایا۔

راحیل وہیں سے پلٹ کر نورالصبح کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے اپنے دماغ پہ بوجھ سا دھرا محسوس ہورہا تھا۔ وہ دروازے کو دھیرے سے کھولتا اندر داخل ہوا سامنے ترمین بیٹھی ہوئی تھی۔

"کہاں تھے تم؟ کبھی گھر میں بھی ٹک جایا کرو۔" ترمین نے غصے سے کہا۔ ادھر نورالصبح کی آنکھوں میں اسے دیکھتے ہی وحشت و نفرت ناچنے لگی تھی۔

"میں سوفٹ نیچر کا مالک ہوں، کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ ہوسکتا ہے بعض لوگوں کو میری گھر میں موجودگی پسند نہ ہو۔ ارے انہیں کیا ہوا ہے؟"

بولتے بولتے وہ اس کی طرف پلٹا اس کی اداکاری و حیرت اتنی فطری تھی کہ کسی کو ذرا بھی بناوٹ کا گمان نہ

بول۔ راحیل نے آنکھوں آنکھوں میں تنبیہہ کی۔ نورالصبح نے آنکھیں بند کرلیں۔ جیسے اس کی صورت نہ دیکھنا چاہتی ہو۔

"ہم گھر پہ رہو تو پتا چلے۔ یہ باتھ روم میں گر گئی تھی۔ نجمہ نے بروقت ڈاکٹر لودھی کو فون کردیا تھا۔ شکر ہے کہ میں بھی میٹنگ سے بروقت گھر آگئی۔ طاہر کو بھی بلوالیا' ہم نور کو ہاسپٹل لے گئے تھے۔ ڈر تھا کہ دماغ کے اندرونی حصے کو نقصان نہ پہنچا ہو مگر ایکسرے میں ایسی کوئی بات نہیں آئی ہے۔ ہم ابھی ابھی گھر آئے ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ چند دن احتیاط کرنے کی ضرورت ہے شکر ہے بلیڈنگ زیادہ نہیں ہوئی۔" ترمین دھیرے دھیرے بتانے لگیں۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

راحیل اس کے بستر کے قریب چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ وہ یونہی آنکھیں موندے پڑی رہی اور اس کے تجاہل عارفانہ پہ سلگتی رہی۔ "چوٹ سے زیادہ خوف کا اثر ہے ڈاکٹر لودھی بتارہے تھے۔" اس کے بجائے ترمین نے کہا اور نورالصبح کے پاس بیٹھ گئیں۔ اس تمام عرصے میں طاہر بالکل چپ رہے۔

"لو بیٹا! دودھ پی لو۔" ترمین نے اوولٹین ملا دودھ زبردستی اسے پلانا چاہا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ وہ اس کے سر ہو گئیں' ناچار اسے دودھ حلق سے اتارنا پڑا۔

"آپ ویک نیس تو نہیں فیل کررہی ہیں۔" اس نے نرمی سے پوچھا۔ اس نے کروٹ بدل لی۔

"سنبھل کر دیکھ بھال کر قدم اٹھانا چاہیے' ورنہ بندہ یونہی پھسلتا ہے۔"

اس نے نورالصبح کو ستاگیا۔ دودھ میں نیند کی گولی بھی تھی۔ وہ لمحوں میں بے خبر ہوگئی۔ "تم بھی طاہر! چلو راحیل! تم بھی اپنے بیڈ روم میں۔" انہوں نے لائٹ آف کردی۔ تینوں کمرے سے نکل آئے۔

تیسرے روز راحیل اپنے گروپ کے ساتھ شوز کے سلسلے میں متحدہ عرب امارات چلا گیا۔ نورالصبح کو شروع شروع میں اس کے پر غضب انداز کا تصور کرکے نیند ہی نہ آتی تھی۔ اس کا جنونی روپ اندازیاد کرکے اس کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگتا۔ سر پہ والی چوٹ کا اسے خاص افسوس نہ تھا کیونکہ اسی چوٹ نے اسے بچایا تھا۔
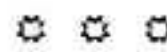
☼ ☼ ☼

فاریہ صدیقی ایک کھاتے پیتے خوشحال گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ عثمان ان کے دور پرے کے کزن تھے۔ دونوں کی دلچسپی محسوس کرتے ہوئے ان کے بڑوں نے انہیں شادی کے بندھن میں جکڑ دیا۔ نازک فاریہ کے خواب عثمان کے دو مرلے کے گھر میں ٹوٹ گئے۔ عثمان کا چھوٹا سا بزنس تھا۔ وہ اسی میں مطمئن تھے مگر ان کی محدود آمدنی میں فاریہ کے خواب پورے ہونے ناممکن تھے حالانکہ فاریہ نے کئی بار عثمان پہ دباؤ ڈالا کہ ان کے بزنس میں شامل بنائیں مگر عثمان کی انا کو یہ سب گوارا نہ تھا شاہ خرچی پوری کرنے کے لیے وہ عرصے سے میکے والوں کے سامنے ہاتھ پھیلا لیتیں' اسی دوران ان کے گھر سنی اور نورالصبح نے جنم لیا۔ بچوں کے اصل نام اور تھے یہ تو فاریہ تھیں جو اپنے امیرانہ مزاج کو تسکین دینے کے لیے انہیں ایسے ناموں سے پکارتی تھیں۔ نورالصبح کا نام بڑے چاؤ سے اس کی دادی اماں نے رکھا تھا فاریہ نے اس کے نام کو بھی بگاڑنے کی کوشش کی مگر عثمان آڑے آگئے۔ انہیں اپنی ماں کی دل شکنی گوارا نہ تھی۔ ولی اور سنی مزاج میں ماں پہ گئے تھے جب کہ نورالصبح ہو بہو باپ کی عادات کا پرتو تھی۔ قناعت' دھیما پن' اعتدال پسند مزاج اور وقار سنجیدگی۔ فاریہ نے اس کے پیدا ہونے کے بعد قصداً اس کی طرف سے لاپروائی برتی تھی وہ طبیعتاً حاسد فطرت کی مالک تھیں۔ کیونکہ عثمان کی والدہ نے نام رکھنے کی غلطی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف توجہ نہ دیتی تھیں۔ یوں وہ دادی کی آغوش میں بارہ سال تک اس نے ان کے پر محبت و پر حرارت کے سائے تلے زندگی گزاری۔ انہوں نے ساتھ نورالصبح کو بھری دنیا میں اکیلے ہونے کا احساس ہوا' ولی اور سنی بھی اسے خاص لفٹ نہیں کراتے تھے۔ دونوں بہت جھگڑالو تھے اگر کھانا پسند نہ آتا تو بنا کسی لحاظ کے برتن توڑ دیتے' فاریہ اور بھی شہ دیتیں۔ سہولتوں کے فقدان اور آئیڈیل ازم نے انہیں چڑچڑی بیزار' حاسد' کم ظرف اور لذت پرست عورت بنادیا تھا۔ عثمان کے تینوں بڑے بھائی شراکت کی بنیاد پہ فیکٹری لگا رہے تھے۔ حکومت سے بھی قرضہ لیا گیا۔ عثمان سے کہا کہ وہ بھی انویسٹمنٹ کریں تو منافع میں پچیس فی صد کے حق دار ہوں گے' فاریہ کے مجبور کرنے پہ انہوں نے جمع جتھا بھائیوں کے حوالے کردیا اور خود خالی ہو کر بیٹھ گئے۔ تنگ آکر انہوں نے جاب کرلی مگر فیکٹری نے جب منافع دینا شروع کردیا تو جاب چھوڑ دی اور فیکٹری جانا شروع کردیا۔ پانچ چھ سال کے بعد ان کی فیکٹری میں بنی مصنوعات کی دھوم تھی۔ عثمان احمد کے گھر خوشحالی آنے لگی بڑے بھائی سفیان نے اپنے منافع سے ایک اور فیکٹری لگالی۔ ان کا شمار اب دولت مند افراد میں ہونے لگا تھا۔ چاروں بھائیوں نے شہر کے پوش علاقے میں کوٹھیاں اور بنگلے خریدے اور وہیں جاکر شفٹ ہوگئے۔

رہن سہن کا رنگ ڈھنگ اسٹائل ہی بدل گیا۔ شلوار قمیص کی جگہ تھری پیس سوٹ اور مغربی لباس نے لے لی' لڑکیاں بھی اس دوڑ میں پیچھے نہیں رہیں۔ مغربی پہناوے کے نخرے زیب تن کرتیں' کانونٹ زدہ لہجے میں منہ بگاڑ بگاڑ کر انگلش بولتیں۔

ولی کا افیئر سفیان احمد کے بزنس پارٹنر کے بیٹی رضا سے چل رہا تھا' سنی روی میں انوالو تھا۔ اس کے دیگر کزنز ــــــ بھی ایسی ہی اخلاقی بے راہ روی کا شکار تھے' وقت نے عثمان احمد کو بھی بدل دیا تھا۔ فاریہ کے بلند معیار زندگی نے ان کے اصول و نظریات کو مات دے دی تھی۔ انہوں نے شکست تسلیم کرلی تھی۔ گھر اور اولاد پہ فاریہ کی حکمرانی تھی صرف نورالصبح ایک ایسی ہستی تھی جو نہیں بدلی تھی۔ صبا اور دھنک تو اس کے منہ پہ اسے بڑھی روح کہتی تھیں کیونکہ وہ دوپٹہ سر پہ لیتی تھی۔ کلب پارٹیز میں نہیں جاتی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کا کسی سے چکر نہیں چل رہا تھا۔ سارا پرانا ملا تھی۔

"تم تو ہمارے خاندان کی لگتی ہی نہیں ہو۔ ساری عادات مڈل کلاس والی ہیں۔"

فاریہ بھی اس سے چڑتی تھیں صبا' دھنک' روبینہ کی مثال دیتیں کہ کیسے امیر لڑکوں سے دوستی کی ہوئی ہے۔ گھر میں صرف ایک عاشی ایسی ہستی تھی جو عثمان احمد کے بعد نورالصبح کے قریب تھی۔ عاشی فاریہ کے بھائی کی بیٹی تھی' جب وہ چار سال کی تھی تو اس کی امی کا انتقال ہوگیا تھا کچھ عرصہ بعد باپ دوسری شادی کرکے فرانس چلا گیا' عاشی کو پاکستان چھوڑ کر کیونکہ اس کی دوسری بیوی کو کم سن عاشی کا وجود گوارا نہیں تھا۔ فاریہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں' عاشی نورالصبح سے ڈھائی برس بڑی تھی۔ تقریباً" ولی کی ہم عمر مگر نورالصبح اسے بہت پسند کرتی تھی۔ دونوں میں آپ جناب کا تکلف نہیں تھا عاشی کی منگنی ہوچکی تھی۔ اس کا منگیتر ایئر فورس میں گروپ کیپٹن تھا اور ایک کورس کے سلسلے میں بھیجا گیا ہوا تھا اسی سال عاشی کے تعلیم سے فراغت پانے کے بعد دونوں کی شادی متوقع تھی۔

فاریہ نے نورالصبح پہ دباؤ بڑھانا شروع کردیا۔ وہ اسے باور کرانا چاہتی تھیں کہ اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ وہ اپنی من مانی نہیں کرسکتی۔ شروع سے ہی وہ ان کے عتاب کا نشانہ بنتی آئی تھی وہ ان سے مرعوب و خوفزدہ رہتی تھی۔ سر اٹھا کر بات نہ کرپاتی' ولی اور رضا کی چٹ منگنی اور منگنی کے بعد پٹ بیاہ ہوا وہ دونوں انگلینڈ چلے گئے۔ ان کی شادی کے بعد فاریہ نورالصبح کی طرف سے فکر مند ہوگئیں۔ ولی جب اولیول میں تھی تو اس کے رشتے آنے شروع ہوگئے تھے۔ نورالصبح تھرڈ ایئر میں تھی۔ اس کا ابھی تک ایک رشتہ بھی نہ آیا تھا خاندان کے بھی کسی لڑکے نے نورالصبح کو نہیں پوچھا تھا۔ ان کے حلقہ احباب میں موجود تمام لوگ پیٹھ پیچھے نورالصبح کا مذاق اڑاتے۔ خاص طور پر نوجوان لڑکے لڑکیاں کوئی بھی اس پہ مائل

نہ ہوا تھا۔ یہ نہ تھا کہ وہ بدصورت تھی، جاہل تھی، بداخلاق تھی۔ وہ اپنی تمام کزنز سے زیادہ دلکش اور خوبصورت تھی۔ مگر اسے اپنے حسن کو نمایاں کرنے کا کوئی شوق نہ تھا، وہ لوگوں میں زیادہ گھلتی ملتی ہی نہیں تھی۔ ان کی کلاس کے لڑکے اپنی آئیڈیل میں جو خوبیاں دیکھنا چاہتے تھے، وہ نورالصبح میں ناپید تھیں۔ اس کا ذہن تو ابھی تک دس مرلے کے مکان والے مکینوں میں پھنسا ہوا تھا، دولت آتے ہی سب نے وہ رنگ بدلے تھے کہ نورالصبح حیران تھی۔ ایک وہی تھی جس نے تبدیلی کے اس سیل رواں میں اپنی ایک الگ شناخت برقرار رکھی تھی۔ اس کے اندر اب بھی وہی میانہ روی اور اعتدال تھا۔ اس نے کبھی زیادہ جیب خرچ کا مطالبہ نہ کیا، نہ کبھی اوٹ پٹانگ فرمائش کی۔ فاریہ کو حسرت تھی کہ وہ بھی ڈولی کی طرح بھاری جیب خرچ مانگے، شاپنگ کے لیے ان کے ساتھ دوڑی جانے کی ضد کرے، پیرس جاتے وقت میک اپ کے لوازمات لانے کی فرمائش کرے، سارا کی منگنی پہ شہر کے سب سے مہنگے بوتیک سے سوٹ لینے کی ضد کرے۔ مسز اکمل کے ہونہار بیٹے سے چکر ہی چلا لے۔ انہوں نے اب خود نورالصبح پہ توجہ دینی شروع کردی تاکہ اس کے سلسلے میں بھی خاندان بھر میں سرخرو ہوسکیں، غیر محسوس انداز میں وہ اس پہ اپنی گرفت مضبوط کرتی چلی گئیں۔ نورالصبح کے ساتھ ان کا تعلق ایک محبت کرنے والی ماں کے بجائے آمرانہ تھا۔ وہ ویسے بھی فاریہ سے خوفزدہ رہتی تھی۔ یوں بھی اب عملاً گھر پہ فاریہ ہی کی حکمرانی تھی۔ حشمت احمد کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا کیونکہ وہ کولہو کے بیل کی طرح اپنے سرمائے کو ضرب دینے میں لگے رہتے تھے۔

☆ ☆ ☆

"پرسوں پی سی میں "میوزک اسٹریٹ" کا کنسرٹ ہو رہا ہے، آپی کہہ رہی ہیں تمہیں ضرور جانا ہے۔" عاشی نے نگٹس کھاتے ہوئے کہا۔

"مگر میں نہیں جاؤں گی۔ مجھے شوق نہیں ہے میوزک کنسرٹ دیکھنے کا۔" اس نے صاف انکار کردیا۔

"پتا ہے یہ کنسرٹ ہمیں سروش بھائی دکھا رہے ہیں۔"

"کون سروش؟" نورالصبح نے حیرانی سے پوچھا۔

"وہی سروش جو دھنک کے ماموں ہیں اور فارن سے ایم بی اے کی ڈگری لے کر آئے ہیں۔ وہ ہم سب کے ٹکٹ لائے ہیں۔ تمہیں ضرور جانا ہے کیونکہ آپی کا حکم تمہارے لیے خاص طور پہ ہے۔" عاشی نے اسے رسان سے بتایا تو وہ جھلی پڑ گئی۔

دھنک اس کی تایا زاد تھی، سروش کچھ ہی عرصہ پہلے باہر سے آیا تھا۔

سروش کا مستقبل بہت روشن تھا پھر ابھی تک کنوارا ہی تھا۔ وہ دو مرتبہ دعوت کے بہانے فاریہ نے اسے گھر مدعو کیا تھا۔ خیالوں میں کئی بار وہ نورالصبح کو سروش کی دلہن بنے دیکھ چکی تھیں۔ اب وہ خود سب کو کنسرٹ لے جا رہا تھا۔ فاریہ نے اس سنہرے موقعے کو ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ تب ہی تو انہوں نے حکم صادر کیا تھا کہ نورالصبح کو ہر حال میں سروش کے ساتھ کنسرٹ پہ جانا ہے اور اسے خصوصی [illegible] اسے ہتھیار ڈالنے ہی پڑے۔

"ہائے! آج راحیل کے کنسرٹ میں بڑا مزہ آئے گا۔" دھنک اور صبا تصور میں مزے لے رہی تھیں، نورالصبح نے ناپسندیدگی سے گردن کو جھٹکا دیا۔

"پتا نہیں اس بے ہنگم اچھل کود اور بے ڈھنگے لڑکوں میں تمہیں کیا نظر آتا ہے۔ عورتوں والے حلیے اپنائے یہ لڑکے مجھے زہر لگتے ہیں۔" اس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا جو دوسری لڑکیوں کو ذرا بھر نہیں اچھا لگا۔

"تم چلو تو سہی متاثر نہ ہوئیں تو نام بدل دینا۔" دھنک نے دوسرا طریقہ آزمایا۔

جب وہ سروش کے ساتھ ہوٹل پہنچیں تو ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ عاشی اور صبا نے بمشکل نشستیں تلاش کیں۔ گنجائش سے زیادہ لوگ تھے۔ لڑکے لڑکیوں

نے تالیوں اور سیٹیوں سے اسٹیج پہ نمودار ہونے والوں کا استقبال کیا۔ اس شور و غل سے نورالصبح بڑی بیزاری محسوس کر رہی تھی۔ تماشائی گلوکاروں کا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔ لڑکے ڈانس کر رہے تھے اور لڑکیاں اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے ہاتھ ہلا رہی تھیں۔ نورالصبح کو بہت افسوس ہوا، اس نے ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے نئی نسل کے نمائندوں کا جائزہ لیا، جو لڑکا مائیک ہاتھ میں پکڑے گا رہا تھا، نورالصبح نے اسے حیرت سے دیکھا۔ تنگ سلور رنگ کی جینز جس میں رنگ برنگے کپڑوں کے چوکور ٹکڑے لگے ہوئے تھے اور جو گھٹنوں سے پھٹی ہوئی تھی۔ بلیک ستاروں بھری شرٹ جس کے سامنے کے تمام بٹن کھلے ہوئے تھے جس میں سے اس کا ریچھ کے بالوں کی طرح بھرا سینہ جھانک رہا تھا۔ گلے میں سونے کی موٹی موٹی چینیں، بازوؤں پہ کھدے ہوئے ٹیٹو جو عجیب و غریب جانوروں کی شکل میں تھے، ہاتھ میں سونے کا بریسلیٹ، کان میں بالی اور کندھوں تک آتے بال جنہیں اہتمام سے کھلا چھوڑا گیا تھا۔ چہرے پہ بے ہنگم داڑھی مونچھیں۔ یہ تھا نئی نسل کے نمائندہ گلوکار کا حلیہ۔ نورالصبح کو شدید بیزاری محسوس ہوئی۔ وہ پورے ہال میں مائیک پکڑے چکراتا پھر رہا تھا۔ اس کے ساتھ باقی تین لڑکوں کو شاید مرگی کا دورہ پڑا ہوا تھا۔ جابجا زمین کے اعلا شاہکار جو بری طرح تھرک رہے تھے، کیا قائد نے ان ہی جوانوں کے بارے میں کہا تھا کہ

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

پروگرام ختم ہوا تو نورالصبح نے سکون کا سانس لیا۔ پورے پروگرام کے دوران وہ پہلو بدلتی رہی تھی۔ اب جیسے کسی عذاب سے اسے چھٹکارا ملا تھا۔ ہال آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ سروش کو اپنا ایک دوست نظر آیا تو وہ اس کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ پرستار گلوکار کو گھیرے کھڑے تھے۔ وہ چاروں بھی مچل گئیں۔ "آٹو گراف لینا ہے۔"

عاشی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، ہاتھ چھڑانے کی جدوجہد میں وہ ان کے ساتھ اسٹیج کے اوپر پہنچ گئی۔ سارا پہلے سے ہی وہاں موجود تھی۔ اور بڑے جوش سے راحیل کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے ارد گرد اور لڑکیاں بھی تھیں، جن کے لبوں سے باقاعدہ ٹھنڈی آہیں برآمد ہو رہی تھیں۔

"عاشی! میرا ہاتھ چھوڑو۔" مگر وہ کہاں سن رہی تھی۔ اپنی دھن میں راحیل کے سامنے جا رکی جو آٹو گراف دے رہا تھا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔ کیا جنگلی پن ہے۔" نورالصبح خاصی اونچی آواز میں بولی تو وہ چاروں متوجہ ہوگئے کیونکہ بھیڑ چھٹ چکی تھی۔

"آٹو گراف پلیز۔" دھنک نے پھولے پھولے سانسوں سمیت آٹو گراف بک راحیل کی طرف بڑھائی تو وہ مسکرا دیا۔ باقی تینوں نے بھی دھنک کی تقلید کی۔ راحیل نے آٹو گراف بک سائن کرکے روبینو کی طرف بڑھائی تو نظر نورالصبح پہ جا ٹکی، جو غصہ ضبط کرنے کی کوشش میں سرخ ہوتی جا رہی تھی۔ عین اسی وقت سارا کو شرارت سوجھی۔ اس نے لپک کر نور کا ہاتھ پکڑا اور راحیل کے سامنے کردیا۔

"انہیں بہت شوق ہے آپ سے آٹو گراف لینے کا وہ بھی ہاتھ پہ، مگر شرمیلی ہیں۔ خود نہیں کہیں گی۔ آپ کی بڑی فین ہیں۔" راحیل نے مسکراتے ہوئے پین والا ہاتھ آگے کیا تو وہ پھٹ پڑی۔

"نہیں ہے شوق مجھے عورتوں جیسے حلیے والے مردوں سے آٹو گراف لینے کا۔ ہونہہ تم سے بہتر تو [illegible]"

سارا تو سارا وہ چاروں بھی اس ریمارک پہ ہکا بکا رہ گئے۔ جب تک راحیل ہوش میں آتا، نورالصبح سروش کو تلاش کرتی باہر نکل گئی تھی اور اب کہیں بھی نظر نہیں آرہی تھی۔

"معاف کیجیے گا محترمہ! آپ کو ہماری انسلٹ کرنے کا حق نہیں ہے۔" راحیل کا لہجہ تپا ہوا تھا۔ وہ سخت شرمندہ ہوئیں۔ بمشکل تمام معافی مانگ کر صورت حال کو سنبھالنے کی کوشش کی کیونکہ راحیل

کے تیور جارحانہ تھے۔ اس کی متلاشی نگاہیں ہال کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" سارا نے بات سنبھالنے کی کوشش کی اور بڑی مشکل سے اسے ٹھنڈا کیا تو وہ نارمل ہوا مگر اس شرط پہ کہ نورالصبح نامی لڑکی اپنی بدتمیزی پر خود معافی مانگے گی۔

☼ ☼ ☼

مجم کی شادی تھی' اس تقریب کے سلسلے میں میوزیکل نائٹ کا اہتمام کیا گیا تھا اور میوزک اسٹریٹ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ مجم ان چاروں کا مشترکہ دوست تھا۔ کالج یونیورسٹی میں اکٹھے زیر تعلیم رہے۔ عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی اس نے گوہر سے شادی کا فیصلہ کرلیا۔ جب کہ وہ چاروں میوزک کی دنیا میں اپنے قدم مضبوط کرنے میں مگن تھے۔ کاشف کی بات اپنی کزن سے طے تھی۔ سمیر کی بھی منگنی ہوچکی تھی۔ فراز بھی کیس الوالو تھا صرف ایک راحیل بچا تھا۔ مجم کی شادی میں انہوں نے حقیقتاً "دوستوں والا کردار ادا کیا اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مہندی کی رات مجم کے ہاں بڑی چہل پہل تھی وہ چاروں بھی موجود تھے۔ مجم کی سالیاں اور دیگر لڑکیاں انہیں گھیرے بیٹھی طرح طرح کے سوالوں سے تنگ کررہی تھیں۔ راحیل بڑے اطمینان سے جواب دے رہا تھا۔ اسی بھیڑ میں اس کی نگاہ صبا اور عاشی پر پڑی تو جانے کیسے خوشگوار سی حیرت ہوئی۔ وہ بھی اس کے پاس چلی آئیں۔

"مونج آنٹی پوچھ رہی ہیں۔ ہار کہاں رکھے ہیں؟"

اس جانی پہچانی آواز پہ راحیل نے بے اختیار رخ موڑا۔ اس آکھڑ لہجے کو وہ لاکھوں میں بھی شناخت کرسکتا تھا' اپنی توہین اور توہین کرنے والی اسے بھولی نہیں تھی اسے تو اس کے کپڑوں کا رنگ تک یاد تھا' ون میں کئی دفعہ یاد کرکے سلگتا تھا' وہ باقی تینوں لڑکیوں سے لباس و انداز میں بھی منفرد تھی۔ نیٹ کے معقلیہ فراک اور چوڑی دار پاجامے میں ملبوس بڑا سا نیٹ کا دوپٹہ سر پہ اوڑھے دونوں کانوں میں [illegible] موتیے کے

پھولوں کے گجرے سجائے وہ ایک لڑکی سے مصروف سے انداز میں باتیں کرتے ہوئے مڑگئی تھی۔ راحیل نے اپنی محویت پہ بے اختیار سر جھٹکا۔ اس کا کچھ دن پہلے والا اتنا سا اکھڑ روپ اسے یاد آگیا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ پھر باہر آئی۔ اس کے ساتھ مجم کی بہن تھی۔

"ارے نورالصبح! دیکھو تو میوزک اسٹریٹ والوں کا پورا بینڈ آیا ہے۔" ایک پیاری سی لڑکی نے اسے مخاطب کیا۔

"میری بلا سے جو مرضی آئے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ ازلی بے نیازی سے جواب دے کر آگے بڑھ گئی تھی۔ اب وہ سب طرح طرح کے جملے کس رہی تھیں۔

"مس یونیورس تصور کرتی ہے خود کو۔ راحیل جیسے لوگوں سے ملنا تو اعزاز ہونا چاہیے اس جیسی لڑکی کے لیے یہ محترمہ۔"

ایک سلونی سی لڑکی ہاتھ لہرا کر بولی اور "اس جیسی لڑکی" پہ زور دیا۔ وہ سب اس کی ذات کے بخیے ادھیڑ رہی تھیں۔

☼ ☼ ☼

دھنک کا منگیتر آسٹریلیا سے آگیا تھا۔ رحمہ اور سفیان اس کی شادی کی تیاریوں میں مگن تھے۔ قاریہ اور عاشی کے ساتھ نورالصبح بھی روز بازار کے چکر لگانے جاتی۔ چھوٹے موٹے ڈھیروں کام تھے جن میں وہ ہاتھ بٹاتی۔ دھنک تو رنگ خراب ہوجانے کے ڈر سے دھوپ میں نکلتی ہی نہیں تھی۔ اس کی شادی کی تمام شاپنگ' عاشی' رومیزہ اور سارا نے کی تھی وہ تو صبح سے نت نئے ماسک لگائے آرام کرتی اور کوئی چیز پسند نہ آتی تو آرام سے ریجیکٹ کردیتی۔ وہ تینوں تنگ آئی ہوئی تھیں۔

دھنک اور سارا کے دماغ میں راحیل کو بلانے کا کیڑا کلبلایا تھا اگر وہ آجاتا تو فرینڈز میں واہ واہ ہوجاتی اور احساس برتری کو بھی تقویت ملتی۔ راحیل نے جانے کیسے آنے کا وعدہ کرلیا۔ اب خاندان بھر میں

[illegible] ہوئی تھی کہ دھنک کی شادی پہ میوزک اسٹریٹ والا راحیل آرہا ہے۔ پرفارمنس دینے سے معذرت کرلی تھی۔ ان کے لیے اتنا بھی بہت تھا۔ نوجوان نسل تو بہت پرجوش ہورہی تھی۔ میوزک کنسرٹس میں جاتا اور گھر پہ سنگرز کو مدعو کرنا ان کی سوسائٹی میں اسٹیٹس سمبل بنتا جارہا تھا۔ دھنک کی شادی میں شہر بھر کی کریم جمع تھی۔ آج [illegible] مہندی منایا جارہا تھا۔ بہت زبردست لائٹنگ کی گئی تھی۔ ہر آئے گئے کی نظر ضرور سراہ رہی تھی' دلہن کا جوڑا ایک لاکھ میں بنا تھا۔ رحمہ ایک [illegible] قیمت بتارہی تھیں' واہ واہ ہورہی تھی۔ نورالصبح کو ان نمائش سے دلچسپی نہیں تھی۔ دھنک کی شادی کے لیے ملبوسات قاریہ نے خود اپنی نگرانی میں تیار کروائے تھے۔

قاریہ کو علم تھا نورالصبح سب سے دلکش اور خوب صورت لگے گی۔ مہنگے ملبوسات اور سلیقے سے کیا گیا میک اپ اسے نمایاں کروے گا۔ ہوسکتا ہے کسی دل لونز کی نورالصبح کو اپنے بیٹے یا بھائی کے لیے پسند کرلے' کسی امیر و کبیر لڑکے کی نگاہ اس پر پڑ کر واپس آنا بھول جائے۔

دھنک کی مہندی کی رسم ہورہی تھی جب شور مچا میوزک اسٹریٹ والے آگئے ہیں۔ سب رسم کو چھوڑ کر راحیل کے استقبال کے لیے چلے گئے۔ اسے احترام سے اندر لایا گیا۔ دھنک اور رومیزہ کی خوشی دیدنی تھی۔ اتنا مشہور پاپ سنگر ان کے گھر آیا تھا جس کے گانے انٹرنیشنل چارٹس پہ چل رہے تھے۔ سب اس کے گرد شہد کی مکھیوں کی طرح جمع تھے۔ یہاں تک کہ دھنک بھی بڑھ چڑھ کر اس سے بات کررہی تھی۔ وہ تقریباً آدھا گھنٹہ وہاں رہا۔ بیزاری اس کے چہرے سے ہویدا تھی۔ اس تنے تنے سے دراز قد والی نورالصبح کو اس نے بھی دیکھا ورنہ تو آگے پیچھے پروانہ وار لوگوں کی طرح نثار ہوتی۔ اس نے راحیل کو ایک اجنبی سے زیادہ اہمیت نہیں دی تھی اور وہ حیران تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس کی

کزنز نورالصبح کی جان کو آگئیں۔

"یہ راحیل کے ساتھ تمہیں اتنا فضول رویہ اپنانے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کیا سوچتا ہوگا۔ اتنا مشہور تو پہلی بار ہمارے گھر آیا اور تم کتنے روڈ اور انسلٹنگ طریقے سے پیش آئیں۔"

"ہاں اسے بڑے لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ ہی نہیں ہے۔" رومیزہ نے بھی دل کی بھڑاس نکالی۔

وہ چپ رہی۔ تیز لہجوں کے آگے وہ ویسے بھی بے بس ہوجاتی تھی۔ جواب دینا اس کو آتا ہی نہیں تھا اس کی اسی کمزوری سے سب فائدہ اٹھاتے تھے۔

دھنک کی رخصتی پہ راحیل پھر آیا تھا۔ اس بار اتنا ہوا کہ نورالصبح نے اسے سلام کیا کیونکہ اس کے ساتھ مجم کی بہن نغمانہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ مجم راحیل سے چپکیں لگا رہا تھا' اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ نورالصبح کچھ دیر وہیں بیٹھی رہی کیونکہ رومیزہ کڑے تیوروں سے ادھر ہی دیکھ رہی تھی۔ نورالصبح ہلکی نخوت سے ہنسی ہوئی تھی' راحیل نے بھرپور طریقے سے اس کا جائزہ لیا۔ کچھ ایسا تھا اس لڑکی میں کہ وہ اسے اہمیت دینے پر مجبور ہوگیا تھا۔ تیز گلابی کلر کے خوبصورت سے لباس میں نورالصبح کا کندنی سراپا دمک رہا تھا۔ پہلے کی طرح اس نے دوپٹہ سر پہ ٹکایا ہوا تھا۔ اس کے سراپے سے انداز سے ہم عمر لڑکیوں والی شوخی و شرارت یکسر مفقود تھی۔ نہ شرارتیں' نہ چھیڑ چھاڑ نہ لڑائیں۔ یوں چپ خاموش بیٹھی وہ قدیم داستانوں کا دیو مالائی کردار لگ رہی تھی۔

"یار مجم ان محترمہ کا بائیوڈیٹا تو بتاؤ۔"

بھیڑ چھٹتے ہی اس نے سوال کیا کیونکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ مجم کی بہن نغمانہ اس کے ساتھ ساتھ ہے پھر مجم کی شادی پہ بھی وہ اسے دیکھ چکا تھا۔

"کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو' ویسے اتنا بتادوں کہ تم نے اس بار غلط نمبر ڈائل کیا ہے۔ وہ ایسی ویسی لڑکی نہیں ہے میں خود اس کا احترام کرتا ہوں۔"

راحیل خاموش رہا تو وہ چونک گیا۔

"کہیں کوئی اور چکر تو نہیں ہے۔" اس کا لہجہ

مشکوک تھا۔

"نہیں یار!" راحیل نے جلدی سے سنبھل کر وضاحت کی۔

"خیر تم بے شک تردید کرو میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ویسے یہ لوگ تمہارے اسٹیٹس کے مطابق نہیں۔ نور دیکھنے میں جیسی ہے پھر کر نور الصبح کا مزاج اپنے سب خاندان والوں سے الگ ہے۔ کبھی کسی لڑکے کو اس سے اظہارِ محبت کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اپی نغمانہ اس کی بڑی مداح ہے۔ کہتی ہے کہ لڑکیوں کو نور الصبح کی طرح مضبوط اور باوقار ہونا چاہیے۔"

عجم نے اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ اتفاق سے پاس بیٹھی نغمانہ کے کانوں میں بھی ان کی کچھ باتوں کی بھنک پڑ گئی۔

"یہ آپ کس کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں؟"

"یہی دھنک کی کزن اور تمہاری دوست نور الصبح کے بارے میں میں کہہ رہا ہوں کہ وہ بڑے اوکھے مزاج کی ہے۔" عجم بے نیازی سے بولا۔

"جی نہیں۔ آپ کی غلط فہمی ہے۔ نور تو اتنی اچھی اور نرم مزاج ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ عام فیشن ایبل لڑکیوں سے وہ بالکل مختلف ہے۔ اسی وجہ سے فاریہ آنٹی کو بھی اس سے شکایت ہے۔ فرسٹ ایئر سے میری نور سے فرینڈشپ ہوئی۔ اب ہم تھرڈ ایئر میں آ گئے ہیں۔ یعنی ہماری دوستی تیسرے سال میں داخل ہو گئی ہے۔ اس جیسی لڑکی پورے کالج میں نہیں ہے حالانکہ اس کی باقی کزنز شو آف ہیں پر یہ ایسی نہیں ہے۔" وہ ایک سانس میں بولتی چلی گئی۔

"پر آپ دونوں اس کے بارے میں کیوں باتیں کر رہے ہیں۔ اوہ یاد آیا۔ دھنک نے مجھے بتایا تھا راحیل بھائی! پی سی میں آپ کا جو کنسرٹ ہوا تھا وہاں نور الصبح کی طرف سے کچھ بدتمیزی یا بدمزگی ہوئی تھی۔"

نغمانہ کو بروقت یاد آیا تو وہ پوچھ بیٹھی مگر راحیل نے بڑی صفائی سے اسے ٹال دیا۔

پھر جانے کیا ہوا کہ وہ راحیل کے حواسوں ... طرح سوار ہو گئی۔ اس لیے نہیں کہ وہ ... خوبصورت تھی بس اس میں بہت سی باتیں ... تھی تھیں جتنی لڑکیوں سے اس کے افیئرز ... چل رہے تھے یہ لڑکی ان سب میں ... تھی۔ اس نے راحیل کو اہمیت ہی نہیں دی ... ایک اور عجیب سی عادت راحیل کو وہ عجیب سی ... کہ وہ اپنے حسن کو نمایاں نہیں کرتی تھی۔ ... یوں لگا جیسے وہ یہ سب جان کر کرتی ہے اس کی ... شناسا لڑکیاں اپنے رنگ و روپ کو نت نئے ... سے سامنے لاتی تھیں جو زیادہ حسین نہیں ... مصنوعی کیل کانٹوں سے آراستہ ہوتیں ایسے ... زیب تن کرتیں جس سے جسمانی خوبصورتی ... ہوتی۔ پر یہ کیسی لڑکی تھی جسے اپنے نیند ... حسن کا احساس تک نہ تھا یہ ہماری احساس ... ماری شاید آج تک کسی نے اسے بتایا نہیں ... کتنی دلکش اور پُراسرار حسن کی مالک ہے۔ ... قدر تو جوہری جانتا ہے کیوں نہ اسے تراشا جائے ... مہینے اچھے گزر جائیں گے۔ یہ تو اور بھی اچھی ... کہ کسی نے آج تک اس سے اظہارِ محبت ... ہے۔" ان چھوٹی سی تولی اوہ کھلی گئی۔" راحیل ... ہونٹوں پہ مسکراہٹ کھیل رہی تھی اور ... منصوبے کے تانے بانے میں الجھا ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

کچھ سوچ کر راحیل نے عاشی کا دیا فون نمبر ... عثمان احمد کا نمبر ملانے لگا۔ دوسری طرف سے ... نے ریسیور اٹھایا اور اس کے استفسار کرنے ... عاشی کے علاوہ کوئی بھی گھر پہ موجود نہیں ... لائن پہ آئی خاصی حیران تھی کہ راحیل جیسے ... معروف شخص نے محض واقفیت کی بنا پہ ... معلوم کرنے کا وقت کیسے نکال لیا ہے۔ پھر ... کرنے لگا۔ نور الصبح اگر اتفاق سے فون ریسیو ...

... ریسیور فوراً" عاشی کو دے دیتی۔ راحیل کی ان تمام ... وں پہ پانی پھر گیا جو اس نے نور الصبح سے بات ... نے کے سلسلے میں کی تھیں۔ وہ دن بہ دن اس میں ... کشش محسوس کر رہا تھا۔

... اسے تنگ رہا تھا کہ وہ "کچا پھل" نہیں ہے جو ذرا ... ہاتھ بڑھانے پہ اس کی جھولی میں آگرے گا پھر ... نے خاصی کوششیں کرکے دیکھ لیا کہ ایک بار ہی ... وہ اس سے اکیلے میں ملنے پہ آمادہ ہو جائے تو آئندہ ... مگر بات کی جب ہر موڑ پہ ناکامی ہوئی تو وہ ... اور سوچنے پہ مجبور ہو گیا کیونکہ اسے اندازہ ہو چکا ... یوں فلرٹ کے ذریعے وہ اسے حاصل نہیں ... گا۔ تھوڑی سی دل لگی اس کے لیے بہت بڑا ... بنتی جا رہی تھی۔ انجانے میں ہی سہی پر وہ ... ل ہو چکا تھا۔ دل کسی ننھے بچے کی طرح ہمک ... کر ایک ہی ضد کر رہا تھا۔

... ل کو بہلاتے بہلاتے جب وہ تھک گیا تو زرمین اور ... سے ذکر کر دیا۔ طاہر تو خوشی سے کھل اٹھے کہ ... ں کو بیچ کوئی لڑکی بھائی تو مگر زرمین قدرے پس و پیش ... کر رہی تھیں۔

... ہمیں پتا ہی نہیں ان کا بیک گراؤنڈ کیا ہے، ... ں کیا ہے؟ معاشرے میں ان کی کیا حیثیت ...

... مما! وہ اچھی فیملی کی ہے۔ اس کے فادر پہلے ... نے بزنس مین تھے بعد میں فیکٹری لگا لی۔ اب تو ... کی فیکٹریز ہیں، خوشحال ہیں مگر ہم سے کچھ کم ..." راحیل نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

... ٹھیک ہے ہمیں لڑکی سے غرض ہے۔ شادی کے ... بعد ہم سے جا ملے گی۔ راحیل کو پہلی بار تو ... لڑکی پسند آئی ہے۔ ہمیں یہ گولڈن چانس مس ... کرنا چاہیے۔"

... نے آخر میں زرمین کو قائل کر ہی لیا جو یقیناً ... کی بات بڑی صحیح تھی۔

... مین نے عجم کی مما بیگم شازینہ مرزا سے اس ... میں بات کی تو وہ انہیں نور الصبح کے گھر لے جانے پہ رضامند ہو گئیں پھر ایک دن انہیں اپنی آمد کی اطلاع دے کر وہ ان کے ہاں پہنچ گئیں۔ فاریہ پر شادیٔ مرگ کی سی کیفیت طاری ہو گئی اتنے نامی گرامی خاندان کی عورت کا ان کے گھر آنا خالی از علت نہیں ہو سکتا تھا۔ انہوں نے تمام ملازمین کو ہدایت کی اور نور الصبح کو ڈرائنگ روم میں مہمانوں کے پاس روانہ کیا۔ وہ مخصوص دھیمے نرم لہجے میں سلام کرکے ان کے پاس بیٹھ گئی۔ زرمین اس کی پڑھائی اور دیگر مشاغل کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

ان کے جانے کے بعد فاریہ نے فون اپنی طرف کھسکایا اور رحمہ بھابی کا نمبر ڈائل کیا۔ اس بار جانے کیوں انہیں یقین سا ہونے لگا تھا کہ وہ رحمہ کو ہرا کر چھوڑیں گی۔

☼ ☼ ☼

"پھر کیسی لگی وہ آپ کو؟" راحیل بڑے اشتیاق سے پوچھ رہا تھا۔

"اچھی ہے، پر اس کی اور تمہاری عادات میں بہت فرق ہے کیونکہ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت اور روایت پسند ہے۔" انہوں نے ایک گہری نگاہ راحیل پر ڈالی، جس کا چہرہ دبے دبے جوش سے سرخ ہوا جا رہا تھا۔

"میرے لیے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے پتا ہے کہ وہ بہت کنزرویٹو ہے۔"

راحیل کا اطمینان انہیں چونکا گیا۔ انہوں نے اسے کچھ جتانا چاہا پر اس نے لاڈ سے بازو ان کے گلے میں ڈال دیے۔

"ڈیونٹ مما! وہ مجھے پسند ہے اور بس یہی امپورٹنٹ ہے۔" وہ دل میں کچھ سوچ رہی تھیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ نور الصبح انہیں اچھی لگی تھی۔ پھر بھی ٹھیک تھا، فاریہ نے مہمانداری بھی اپنے طریقے سے نبھائی تھی مگر کوئی بات انہیں اندر ہی اندر پریشان کر رہی تھی۔ ان کا ارادہ تھا کہ اگلی بار وہ رشتے کی بات کریں گی۔ پہلی بار انہیں یہ مناسب نہ لگا تھا پھر طاہر

بھی ساتھ نہ تھے۔

"پتا ہے' راحیل کی مما کیوں آئی تھیں؟"

رات جب وہ سونے کی تیاری کر رہی تھی تو عاشی نے اس سے سوال کیا۔ وہ بیڈ شیٹ ٹھیک کر رہی تھی' اس کی بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا تو عاشی کو غصہ آ گیا۔ "مجھے تو دال میں کالا لگ رہا ہے۔"

"دال میں کالا تو لگے گا ہی' کہیں وہ تمہارے چکر میں تو نہیں ہے۔" اس کی بات غور طلب تھی۔ عاشی گھبرا سی گئی' پر فوراً مطمئن سی ہو گئی۔

"میں نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ میں شاہد کے ساتھ انگیجڈ ہوں پھر میرے ساتھ راحیل کا رویہ ایسا نہیں ہے کہ لگے وہ مجھے پسند کرنے لگا ہے۔ البتہ تمہاری طرف کے حالات ذرا گڑبڑ ہیں۔"

عاشی نے کہا تو نور الصبح نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔ "ہونہہ' فضول بات نہ کرو' میں نے بھی سلام دعا سے زیادہ بات نہیں کی۔ تم ہی لوگ اس کے آگے بچھ رہی تھیں' مجھے اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم ہی سب ٹھنڈی آہیں بھر رہی تھیں۔" وہ خاصی خفا لگ رہی تھی۔

"توبہ ہے تم سے' اب اسے ایسا تو مت کہو۔ اگر حلیہ سنوار لے تو واہ واہ' ویسے قدرت سے تو راحیل پیشہ ور باکسر یا ایتھلیٹ لگتا ہے اور ایسے لڑکوں پر لڑکیاں آج کل زیادہ ہی مر رہی ہیں۔"

عاشی سے رہا نہیں گیا تو بول پڑی۔

نور الصبح نے ہاتھ میں پکڑا تکیہ اسے دے مارا۔ "وہ باکسر لگے یا ایتھلیٹ' مجھے اس سے کوئی غرض نہیں ہے' تم ہی مرو اس پر۔" اس نے چادر منہ پر تان کر بحث سمیٹنے کا گویا حتمی اعلان کیا۔

☼ ☼ ☼

نزہین اور طاہر نے راحیل کے لیے نور الصبح کا رشتہ طلب کیا تو فاریہ تو فاریہ' عثمان بھی حیران رہ گئے۔ لیکن عثمان کو راحیل بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ پہلی ملاقات میں انہیں اکھڑ اور بدتمیز لگا۔ فاریہ نے رسمی طور پر غور کرنے کی مہلت مانگی مگر عثمان نے [illegible] جانے کے بعد کہہ دیا کہ وہ نور الصبح کا رشتہ [illegible] نہیں کریں گے۔

"میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ وہ لوگ اگلے [illegible] کو منگنی کی رسم کرنے آئیں گے۔" فاریہ نے [illegible] گھورتے ہوئے اطلاع دی۔

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔ میری مرضی [illegible] ایسا نہیں ہو سکتا۔"

"دماغ تو تمہارا چل گیا ہے۔ اتنے [illegible] خاندان سے اتنے مشہور لڑکے کا رشتہ آیا ہے۔ [illegible] کبھی خواب میں بھی ایسے رشتے کا تصور [illegible] ہو گا۔"

فاریہ کی آواز بلند سے بلند تر ہو رہی تھی۔ [illegible] کی جنگ چھڑی ہوئی تھی۔ نور الصبح کمرے [illegible] دروازے سے لگی کانپ رہی تھی۔ عثمان کف [illegible] چلے گئے۔ جیت ہمیشہ کی طرح فاریہ کی ہوئی [illegible] آخر دم تک عثمان انہیں قائل کرنے کی [illegible] کرتے رہے۔

"نور' راحیل جیسے لڑکے کو پسند کر رہی نہیں [illegible] ان کی ہماری کلاس الگ ہے' مزاج مختلف ہیں [illegible] و انداز' طرز زندگی جدا ہیں۔ ہم دولت میں ان [illegible] نہیں کر سکتے۔ نور وہاں خوش نہیں رہے گی۔ [illegible] لوگ کسی کے ساتھ زیادہ عرصہ مخلص نہیں [illegible] اس چکا چوند میں ہماری بچی اسے کب تک [illegible] کی۔"

وہ آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ راحیل [illegible] کر رہی ان کی طبیعت مکدر ہو گئی تھی۔

"تم سدا کے ناشکرے ہو۔" فاریہ نے [illegible] کے طور پر کہا۔ عثمان کے کندھے کچھ اور بھی [illegible] گئے۔ اس عورت سے جیتنا ناممکن تھا۔

☼ ☼ ☼

راحیل کے شاندار سے گھر کے مقابلے میں [illegible] اپنا گھر یونہی سا لگ رہا تھا' ان کا شمار ان عورتوں [illegible]

ہوتا تھا جو ہمیشہ ہی کمتری کا شکار رہتی ہیں۔ وہاں سے آکر وہ اور بھی مرعوب ہو گئی تھیں۔ ان کا ارادہ تھا کہ منگنی کی تقریب کسی فائیو اسٹار ہوٹل میں کریں گی تاکہ طاہر اور تزئین کے حلقہ احباب میں (اپنے تئیں اپنی کمتری) کا بھرم ٹوٹنے پائے۔ سو سارے کام ان کے ارادوں کے عین مطابق سرانجام پائے۔

منگنی کی تقریب میں "اس کی تمام کزنز کی گفتگو کا محور اس وقت وہی تھی۔ راحیل بہت خوش لگ رہا تھا۔ من پسند لڑکی اتنی آسانی سے مل جانے کا اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کیونکہ عثمان احمد کا رویہ دیکھ کر اسے ہرگز یقین نہیں تھا کہ وہ یہ پروپوزل قبول کرلیں گے۔ دل میں تو اسے عثمان احمد کے تیور دیکھ کر غصہ آیا تھا۔

اسے کیا خبر اس دنیا میں عثمان جیسے وضع دار اور خود دار، شریف النفس لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک دولت کی اہمیت ہاتھ کے میل کی طرح ہوتی ہے۔ یہ تو فاریہ کی لالچی فطرت تھی جس کے ہاتھوں وہ کھلونا بن گئے تھے اور دولت کمانے کی دھن میں اپنا آپ فراموش کرگئے تھے۔ ایسا تو انہوں نے نہیں چاہا تھا۔ نورالصبح اور راحیل کی منگنی پر بھی وہ خوش نہیں تھے۔

راحیل کے دوستوں نے اسے خلوص دل سے مبارکباد دی، وہ بے فکرے کھلنڈرے نوجوان اس کے اس ایڈونچر پہ خوش تھے۔ نورالصبح کو بھی اس کی کوئی نئی مہم جوئی خیال کر رہے تھے۔ فاریہ کا سر اونچا ہوا جارہا تھا۔ انہوں نے رحمہ کو شکست دے ہی ڈالی تھی۔ ان خوش باش بے فکرے لوگوں کے درمیان تین بندے ایسے بھی تھے جو اندر ہی اندر اپنی شکست کا ماتم کر رہے تھے۔ یہ رحمہ، عثمان اور نورالصبح تھے۔

☼ ☼ ☼

منگنی کے بعد راحیل کا کنسرٹ پہلی بار آرٹس کونسل میں ہو رہا تھا۔ اس نے فاریہ سے کہا کہ وہ نورالصبح کو اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا ہے۔ وہ تو خوشی خوشی راضی ہوگئیں۔ بمشکل نورالصبح کو بھی تیار ہونے کو کہا۔ عاشی کا دل بھی چاہ رہا تھا۔ وہ جھٹ پٹ تیار ہوگئی، سب سے آخر میں نورالصبح نکلی۔ آتو گئی تھی پر ابھی سے بیزار ہونا شروع ہوگئی۔ اگر فاریہ کی تلوار سر پہ نہ لٹک رہی ہوتی تو وہ کبھی نہ آتی۔ ایک ایسے ہی کنسرٹ میں آنے سے راحیل اس کی زندگی پر قابض ہوگیا تھا۔ اب آئندہ جانے کیا ہونے والا تھا۔ عاشی اور اس کی ساتھ والی نشستوں پر الٹرا ماڈرن لڑکیوں کا گروپ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ راحیل کے بارے ہی میں باتیں کر رہی تھیں "اس کی نئی البم پر اظہار خیال ہو رہا تھا" لڑکیوں کے ساتھ اس کے معاشقوں کا ذکر کیا جارہا تھا۔ اسے تو ان لڑکیوں کے خیالات سے گھن آنے لگی۔ کاشف، فراز اور سمیر بھی ڈرم، گٹار اور کی بورڈ سمیت اسٹیج پہ آچکے تھے اور راحیل بھی مائیک سنبھال چکا تھا۔

رنگ برنگی روشنیوں کا دائرہ سمٹ کر اسٹیج پر مرکوز ہوگیا۔ پروگرام شروع تھا، نورالصبح کو یوں لگا جیسے راحیل بار بار اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ گاتے گاتے وہ اسٹیج سے اتر آیا۔ لڑکے لڑکیوں کا ہجوم بے قابو ہوگیا۔ وہ میوزک کی دھن پر جھوم رہے تھے، وہ جس جس کے قریب سے گزرتا وہ اسے ہاتھ لگا کر چھو کر گویا کوئی سعادت حاصل کرتے۔ وہ پورے ہال میں چکراتا پھر رہا تھا۔ اب وہ اپنا مقبول ترین نمبر گا رہا تھا، یہ اس کی البم کا سپرہٹ گانا تھا، یہ گانا ٹاپ ٹین چارٹس میں پہلے نمبر پر تھا۔ کئی ہفتوں سے اس گیت کے نمبر کی پوزیشن پر فرق نہیں پڑا تھا، اسی وجہ سے راحیل کے فرینڈز نے البم ریکارڈ کو ریلیز کی تھی اور اب انٹرنیشنل چارٹس پر بھی اس کے گانے آنے شروع ہوگئے تھے پھر حسن کے موضوع پر گائے جانے والے ایک گانے نے اسے بین الاقوامی میوزک کی دنیا میں شہرت دے دی تھی۔

آج کل میوزک اسٹیشن دونوں ہاتھوں سے دولت و شہرت سمیٹ رہا تھا۔ دھڑا دھڑ انٹرویوز چھپ رہے تھے، تصویریں لگ رہی تھیں، خبریں بن رہی تھیں، باہر کے ٹورز ہو رہے تھے۔ ساتھ ساتھ راحیل کے اسکینڈلز بھی بن رہے تھے پر اسے پروا نہیں تھی، وہ زندگی کے ایک ایک سیکنڈ سے انجوائے منٹ کا قائل

تھا، پر جب سے نورالصبح اس کی زندگی میں داخل ہوئی تھی یہ معاملہ اس کے نزدیک اہمیت اختیار کر گیا تھا۔

راحیل اس وقت اگلی رو کے نزدیک تھا، پرشور میوزک بج رہا تھا۔

تیری آنکھوں نے کیا ہے پاگل
تیرے آنچل نے کیا ہے پاگل

وہ مائیک تھامے جذبے سے گا رہا تھا۔

کیوں خوابوں میں میرے آکر
روز کرتی ہے مجھے پاگل

کچھ بے فکرے پرجوش نوجوان اسٹیج پر چڑھ آئے۔ گانا ختم ہوا تو ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ شائقین سیٹیوں، تالیوں اور ہوائی بوسوں کی صورت میں داد دے رہے تھے۔

پروگرام رات گئے ختم ہوا۔ راحیل چاروں طرف سے ہجوم میں گھرا ہوا تھا، یہ سب اس کے پرستار تھے۔ نورالصبح جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی اس نے عاشی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائیں، اسے غائب پاکر اس کی پریشانی دوچند ہوگئی۔ ادھر عاشی راحیل کے ساتھ کھڑی تھی تاکہ ملنے جلنے والوں پر رعب پڑے۔ اسے نور کی پریشانی کا ذرہ بھر احساس نہ تھا۔ ہال تو آدھے سے زیادہ خالی ہوچکا تھا، آٹوگراف کے شوقین راحیل کے گرد جمع تھے۔ کچھ تصویریں بنوا رہے تھے، کچھ باہر کا رخ کر رہے تھے۔

"نورالصبح کہاں ہیں؟" وہ فراغت پاکر اس کی طرف متوجہ ہوا تو اکیلی عاشی کو دیکھ کر پوچھا۔

وہ گھبرا سی گئی، اسے اس کا خیال ہی نہیں رہا تھا۔ اس کی منگنی کا سوچ سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔ راحیل، فراز، سمیر اور کاشف کو خدا حافظ کہہ کر عاشی کو ساتھ لیے باہر نکلا۔ ستون کے ساتھ کھڑی نورالصبح لپک کر سامنے آگئی۔

"اب بھی کیا ضرورت تھی آنے کی، میں آدھے گھنٹے سے یہاں کھڑی جھک مار رہی ہوں۔"

وہ راحیل کو یکسر نظرانداز کرکے اس پر چڑھ دوڑی، "جواباً" عاشی نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لیے دونوں ہاتھ اس کے آگے جوڑ دیے۔ جی تو چاہ رہا تھا کہ عاشی کو اور بھی کھری کھری سنائے" راحیل نے گھوم کر نئے ماڈل کی کار کا دروازہ کھولا، "اسے پیچھے بیٹھتے دیکھ کر وہ چپ نہ رہ سکا۔

"میں آپ کا ڈرائیور تو نہیں ہوں، آگے بیٹھیے۔" اس کے تیور ہار ماننے والے نہیں تھے، عاشی نے بھی آنکھوں سے اسے اشارہ کیا، ناچار وہ آگے بیٹھ گئی۔

"آپ کو پروگرام کیسا لگا؟" اس کی ایک نگاہ ذرا سی توجہ کی خاطر وہ اسے مخاطب کر بیٹھا۔

"بہت زبردست۔" اس کے بجائے عاشی کی طرف سے جواب آیا۔

"آپ ہمیشہ ہی اتنی چپ رہتی ہیں؟" پھر ایک سوال آیا۔ "قصداً" نہیں بولی۔

"کیا میرے ساتھ بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا ہے؟" ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس نے مکمل جرأت سے دوسرے ہاتھ میں نورالصبح کا چھوٹا سا ہاتھ پکڑ لیا۔ نورالصبح کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے عجیب سا احساس ہوا۔ ایک ایسا احساس جس سے وہ پہلی بار آشنا ہوا تھا، حالانکہ کسی لڑکی کا ہاتھ تھامنا اسے چھونا اس کے لیے نئی بات نہ تھی۔

"مجھے یہ فضول باتیں پسند نہیں ہیں۔" نورالصبح اس کی اس جرأت پر شاکڈ سی ہوگئی۔ اس کی آواز دبی دبی لیکن سخت تھی۔

"اس میں کیا برائی ہے، کل صبح میں ہمارا مضبوط ریلیشن شپ ہوگا۔" راحیل کو مطلق پروا نہ تھی۔

"جب ہوگا، دیکھا جائے گا۔" وہ تلخی سے بولی۔

عاشی بہری بنی ہوئی تھی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہاں ہے ہی نہیں۔ نورالصبح دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ راحیل جان کر سلو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

گھر پہنچ کر نورالصبح نے تو شکر کا کلمہ پڑھا اور بستر پر ڈھیر ہوگئی۔

☼ ☼ ☼

رات میں کتابیں اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں چلی

آئی۔ اسے خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ ہیٹر آن کر کے وہ کتاب کھول کر پڑھنے میں مگن ہو گئی۔ جاتے دسمبر کی راتیں تھیں، ٹھنڈی اور پُراسرار۔ عاشی فاریہ کے ساتھ ایک تقریب میں گئی ہوئی تھی۔ عثمان احمد بزنس میٹنگ کا کہہ کر ابھی تک نہیں لوٹے تھے۔ یوں گھر میں وہ نوکروں کے ساتھ اکیلی تھی مگر اس کا گھر میں ہونا نہ ہونا برابر تھا۔ اسے اپنے مشاغل سے ہی فرصت نہ تھی۔ اسے پڑھتے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی۔ اب تو جمائیاں آنا شروع ہو گئی تھیں۔ اچانک فون کی گھنٹی نے اسے ڈسٹرب کر دیا۔

"السلام علیکم۔" اس نے ریسیور اٹھایا۔

"وعلیکم السلام" دوسری جانب پُرشوق انداز تھا۔ وہ فوراً پہچان گئی، رگ و پے میں بیزاری کی لہری دوڑ گئی۔

"جی فرمائیے، کس لیے فون کیا ہے۔" اس نے اپنی ناگواری چھپانے کی ضرورت محسوس نہ کی۔

"رات گئے ایک لڑکا اپنی منگیتر کو کیوں فون کرتا ہے؟" معنی خیز انداز میں سوال کیا گیا۔

اس نے ریسیور کریڈل پر پٹخا۔ "گھٹیا، تھرڈ کلاس۔" گھنٹی پھر ایک تواتر سے بج رہی تھی۔

"جی فرمائیے۔" وہ پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولی۔

"اب اگر فون بند کیا تو میں آنٹی کے موبائل نمبر پر ٹرائی کروں گا اور ان کو تو آپ جانتی ہیں نا۔۔۔؟" تھوڑے عرصے ہی میں وہ فاریہ کے اختیار کا مشاہدہ کر چکا تھا اس لیے ان کا نام لے کر اسے ڈرا رہا تھا۔ نور الصبح کے ہاتھ ریسیور پر ڈھیلے پڑ گئے۔ اگر وہ ان سے شکایت کر دیتا تو فاریہ فوراً "لتے لیتیں اور گھر میں ایک نیا محاذ کھل جاتا جس میں وہ کمزور پڑ جاتی۔

"اچھا جلدی سے بولیں، مجھے پڑھنا ہے۔" وہ اسی انداز میں بولی۔

"چھوڑیں کتابوں کو، مجھ سے اور انتظار نہیں کیا جاتا۔" راحیل کی بے باکانہ گفتگو ہمیشہ ہی گھٹیا لگتی تھی۔

"اچھا چھوڑیں اس بات کو، میں آپ کو ایک نظم سناتا ہوں Long distane call" اس کا عنوان ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے پڑھی ہے۔ جو حالت اس وقت میری ہے وہی اس میں بیان کی گئی ہے۔"

وہ اپنی دلکش، مردانہ آواز میں وہ بے باکی کی حد کو چھوتی نظم سنانے لگا۔ نور الصبح کے رخسار تپ کر رہ گئے۔ اس نے فون کا پلگ ہی نکال دیا اور لائٹ بند کر کے لیٹ گئی۔ آنسو خود بخود رخساروں پہ بہنے لگے۔ اس کے لب بے آواز اپنی بہتری کی دعا مانگ رہے تھے۔

راحیل نے از سر نو نمبر ملایا۔ ہر بار ملانے پر انگیج ٹون آتی رہی تو جھنجلا کر رہ گیا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے نور الصبح سر جھٹک چلی ہے، جانے وہ اسے سر کر سکے گا کہ نہیں۔ صرف ایک بار وہ اس کے اسرار سے آگاہ ہو جائے تو اس کی ساری بیزاری ختم ہو جائے گی۔

☼ ☼ ☼

عاشی کی سالگرہ فاریہ دھوم دھام سے مناتی تھیں، پس پردہ دکھاوا اور نمائش مقصود ہوتی تھی، "کاروز چھپتے" مہمان بلوائے جاتے۔ نور الصبح کی سالگرہ کے انتظامات بھی فاریہ ہی کرتی تھیں۔ اس نے بذات خود کبھی خاص دلچسپی نہیں لی تھی۔

عاشی کی سالگرہ میں ہر قابل ذکر فرد مدعو تھا، عاشی بلیک کلر کے جدید تراش خراش کے سوٹ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ فاریہ گیٹ پر مہمانوں کو خوش آمدید کہہ رہی تھیں، جبکہ نور الصبح مہمانوں کو ان کی ٹیبل تک پہنچا رہی تھی۔ کہنے کو تو یہ سالگرہ کی تقریب تھی پر آرائش و انتظامات کے لحاظ سے شادی کی محفل سے کسی طرح بھی کم نہ لگ رہی تھی۔ فاریہ نے دل کھول کر رقم خرچ کی تھی۔ عثمان بزنس وزٹ پر برطانیہ گئے ہوئے تھے۔ وہاں سے فارغ ہو کر انہیں ڈولی اور رضا سے ملنے کینیڈا جانا تھا، ان کی غیر موجودگی میں فاریہ نے اپنے اور ان کے مشترکہ اکاؤنٹ سے اچھی خاصی رقم نکلوائی تھی، تب ہی تو یہ شوشا ممکن ہوئی تھی۔

راحیل ترتمین کے ہمراہ آیا تو مہمانوں میں اشتیاق کی لہر دوڑ گئی۔ فاریہ بڑے فخر و مان سے اپنے ہونے والے داماد کا تعارف کروا رہی تھیں۔ کیک کٹنے کے بعد سب کھانے پینے میں مگن ہو گئے۔ راحیل کی نگاہیں نور الصبح کا طواف کر رہی تھیں۔

"آپ یہاں اکیلی بیٹھی ہیں۔" وہ اس کے پاس آیا۔

"جہاں دل چاہے گا' بیٹھوں گی۔" اس وقت راحیل کی مداخلت اسے بہت بری لگی۔

"آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد اس کے لبوں سے تعریف برآمد ہوئی تو وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔

وہ بے حد نفاست پسند تھی' پر اس شخص کا تو نفاست و ترتیب سے دور دور تک کا واسطہ نہ تھا۔ عجیب بے ڈھنگے حلیے میں رہتا تھا، اس کی پرستار لڑکیوں کا سوچ کر ہی اسے حیرت ہوتی جو اس پر پروانہ وار نثار ہوتی تھیں۔

عاشی ان ہی کی طرف آ رہی تھی۔ اس نے سکون کا سانس لیا۔ شاید کوئی معجزہ ہی اسے اس ناپسندیدہ شخص سے نجات دلا سکتا تھا۔ جونہی عاشی پہنچی' وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ راحیل کو نجانے کیوں اپنے دل میں اندھیرے اترتے محسوس ہونے لگے۔

☼ ☼ ☼

آج عثمان احمد آ رہے تھے' کل رات ان کا فون آیا تھا۔ ان کا دورہ بہت سودمند رہا تھا۔ انہیں اپنے مال کے لیے بہترین مارکیٹ میسر آئی تھی۔ پہلے مرحلے پر ہی اتنے آرڈرز مل گئے تھے کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ کاروباری لحاظ سے یہ ان کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ فاریہ تو اسے نور الصبح سے راحیل کی منگنی کا اعجاز تصور کر رہی تھیں۔ عثمان ایکدم سے بہت مصروف ہو گئے تھے۔ اب رحمہ کے سامنے فاریہ کو احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا پڑتا تھا۔ کاروباری حلقوں میں بھی عثمان احمد کا چرچا تھا' ادھر طاہر اور ترتمین کو بھی یک گونہ اطمینان کا احساس ہوا کیونکہ وہ ان کی حیثیت تک پہنچ گئے تھے۔

عثمان احمد مصروف ہوئے تو فاریہ کو بھی سوشل ویلفیئر کا شوق اٹھا۔ آج بھی وہ ایک چیریٹی شو میں شریک تھیں جو اسپیشل بچوں کے لیے ہو رہا تھا۔ انہوں نے اپنی جیسی چند اور بیگمات کے ساتھ مل کر ایک کلب کی بنیاد رکھی تھی جو آئے دن ایسے شوز منعقد کرتا تھا۔ راحیل نے فاریہ سے آج پھر نور الصبح کو ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی۔ بقول اس کے کہ ایک دوست اور اس کی وائف نے ان دونوں کو کھانے پر انوائیٹ کیا ہے۔ ظاہر ہے فاریہ نے خوشی خوشی اجازت دے دی جو نور الصبح کو بڑی گراں گزری۔ اسے کبھی کبھی اپنا وجود اس حقیر چیونٹی سے بھی بدتر لگتا جو کسی کے پاؤں کے نیچے آگئی ہو۔ فاریہ نے خود اس کے لیے کپڑے نکالے۔ جاتے وقت تک وہ اسے راحیل کے ساتھ خوش اخلاقی برتنے کی ہدایت کرتی رہیں۔

راحیل اس کے ہمراہ ایک ریسٹورنٹ میں آگیا۔

"آپ کا وہ دوست اور اس کی بیگم کب تک آئیں گے؟" اسے اس نیم تاریک اور پُراسرار سے ماحول سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔

"معلوم نہیں کب تک آئیں گے۔ ویسے جتنی دیر سے آئیں' اچھا ہے' میں آپ سے چند باتیں تو کرلوں۔ ایسے تو آپ ہاتھ ہی نہیں آتی ہیں میں سوچتا ہوں' آپ اتنی مغرور کیوں ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میں بھی شاید اتنی کشش محسوس نہ کرتا۔ خود کو عام لوگوں سے الگ کیوں کر رکھا ہے' اتنا زیادہ کہ ریشمی کپڑوں میں لپٹا یہ حسن دیکھنے کو میرا جی مچل اٹھتا ہے۔" اس کی الجھی الجھی سی معنی خیز گفتگو اور بیباک نگاہوں سے نور الصبح کو ہول اٹھنے لگے۔

"آپ کو مجھے تڑپانے میں بہت مزا آتا ہے' میرے دل کی حالت سمجھنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی ہے۔"

اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور ٹیبل پر دھرے نور الصبح کے ہاتھوں کو بڑے غور سے دیکھا۔

"آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں' ویسے میں نے تو صرف آپ کے ہاتھ ہی دیکھے ہیں' مجھے یقین ہے آپ تمام کی تمام بہت۔۔۔"

"دیکھیں' پلیز خاموش ہو جائیں۔" وہ روہانسی ہو گئی۔

"میں اپنی نئی البم میں ان ہاتھوں پر کوئی خوبصورت سا گیت شامل کرنا چاہتا ہوں' اس کے لیے بہت سارے شاعروں کو پڑھ رہا ہوں' یہ نظم آج ہی نظر سے گزری جو میرے دل کی آواز ہے۔

تیرے حسن کے پیچھے
مری دیوانگی کا ایک قصہ ہے
تیرے ہاتھوں' تیری زلفوں
تیرے ہونٹوں کی سرخی میں
میرا بھی اک حصہ ہے
تیری انگلیوں کی سرخ پوروں کو
ہتھیلی کے سرخ کٹوروں کو
یہ میرے ہونٹ چھو لینے کی حسرت میں ترستے ہیں۔"

"میں ابھی عاشی کو رنگ کرتی ہوں کہ آ کر مجھے لے جائے۔"

اس کی آنکھیں برسنے کو تیار تھیں' اس نے ہینڈ بیگ میں رکھے موبائل فون کو نکالنا چاہا تو راحیل نے جھپٹ کر اس کا بیگ اپنے قبضے میں کر لیا۔

"میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے جو آپ یوں نروس ہو رہی ہیں۔ آپ کے ہاتھوں کی تعریف ہی تو کی ہے۔ مجھے علم ہے کہ آپ کافی ڈرپوک ہیں۔ اتنا ساحل ہے' کبھی میں نے بھی شکایت کی ہے۔"

وہ اسے اپنی ہتھنا جیسی نگاہوں سے کھوج رہا تھا۔ نور الصبح نے بے بسی سے ادھر ادھر دیکھا۔

"فاریہ کا سٹنڈ انفارمیشن۔ کوئی دوست اور اس کی بیگم یہاں نہیں آئیں گی؟" آپ۔۔۔"

اس کی بے بسی سے محظوظ ہوتے ہوئے وہ کوئی بات کہتے کہتے رک گیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ کرسیوں کی زد سے بچتی' ٹکراتی ہوئی لوگوں کی نگاہوں کا خیال کیے بغیر وہ تقریباً" بھاگتی ہوئی اس ریسٹورنٹ سے باہر نکلی۔ راحیل بھی تیز تیز چلتا ہوا اس کے پیچھے باہر گیا۔ باقی کا راستہ خاموشی سے ہی کٹا۔ اپنے گھر کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس کی جان میں جان آئی۔

"میں جب گھر سے نکلتی ہوں تو آیتہ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر اپنے اوپر دم کرتی ہوں' شیطان مجھ پر حاوی نہیں ہو سکتا۔" اس نے گاڑی سے اترتے ہوئے کہا۔

وہ گیلی گیلی آنکھوں کو رگڑتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔ راحیل گویا جادو کی چھڑی سے پتھر بن گیا۔

☼ ☼ ☼

شاید ملینیم سے آچکا تھا' عاشی امتحانات سے فراغت پاچکی تھی' اب اس کے سسرال والے شادی کی تاریخ مانگ رہے تھے۔ عاشی خود جہیز کی تیاریوں میں مگن تھی۔ عثمان سے مشورہ کرنے کے بعد فاریہ نے شادی کی تاریخ دے دی۔ گھر میں شادیوں والی مخصوص گہما گہمی شروع ہو چکی تھی۔ فاریہ ایک سے بڑھ کر ایک اعلا اور بیش قیمت چیز خرید رہی تھیں۔ فرانس سے عاشی کے باپ رضوان نے بھاری رقم کا چیک روانہ کر دیا تھا اور خود شادی کے روز پہنچ رہے تھے' بقول ان کے وہ بہت مصروف ہیں۔ نور الصبح کو حیرت ہوئی بیٹی کی شادی میں شریک ہونے کے لیے باپ کے پاس وقت نہیں ہے۔

نور الصبح نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ عاشی اندر بستر پر اوندھی لیٹی اداس گانے سن رہی تھی۔ آج کل وہ ایسے گانے سنتی پائی جاتی' حالانکہ یہ اس کے مزاج کے خلاف تھا۔ اب بھی اسے نیر کا گانا اسٹیریو پر دھیمی آواز میں بج رہا تھا۔

میں تو جلا ایسا جیون بھر

کیا کوئی دیپ جلا ہوگا

کمرے میں مکمل اندھیرا تھا' یہاں تک کہ پردے بھی برابر تھے۔ اس نے لائٹ جلائی۔

"عاشی! یہ اداس گانے سننے کی کیا تک ہے۔ اٹھو' دیکھو تو امی تمہارے لیے گولڈ کا کتنا خوبصورت سیٹ لائی ہیں۔"

اس نے یوں ظاہر کیا جیسے ابھی ابھی آئی ہو۔ عاشی نے اس کی طرف دیکھا۔ آنسوؤں سے بھیگا چہرہ دیکھ کر اس کا دل کٹ سا گیا۔ صاف لگ رہا تھا وہ کافی دیر سے رو رہی ہے۔

"کیوں رو رہی ہو؟" اس نے عاشی کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

"ڈیڈی نے کہا ہے کہ میرے پاس شادی کے دن بھی آنے کے لیے شاید وقت نہ ہو' کیا میں ان کے لیے اتنی غیر اہم ہوں۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ نور الصبح خود بھی اس کے ساتھ رونے لگی۔ اس کی سمجھ میں نہ آیا تھا کہ عاشی کو کیسے بہلائے۔ وہ بہت حساس لڑکی تھی' باپ کے نہ آنے کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

عاشی کی شادی پر ڈولی بھی آ رہی تھی۔ فاریہ بہت خوش تھیں کیونکہ ڈولی ان کی ہم مزاج بلکہ ان کا دوسرا روپ تھی۔ شاید روزانہ آ جاتا اور عاشی اس کے ساتھ خریداری کے لیے چلی جاتی' اس نے خود کو اچھا ہر سلالیا تھا۔ ادھر وہ جم خانہ کلب کی خواتین میں فاریہ کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ عاشی کے لیے جس دریادلی سے شاہ خرچی کر رہی تھیں' اسے سب بیگمات سراہ رہی تھیں۔ بے شک بھائی کی بیٹی ہو۔ کون اتنی سخاوت' دریادلی اور ایثار محبت کرتا ہے۔ ہر طرف واہ واہ اور داد و تحسین کے ڈونگرے برس رہے تھے' اب وہ واقعی رحمت سے آگے نکل گئی تھیں' بلکہ بہت آگے۔

عثمان آج آفس سے جلدی آ گئے تھے۔ نور الصبح نے ان کے لیے چائے ٹیبل پر لگوائی' وہ فریش ہو کر آ گئے۔

"نمان! فوراً" میرا سوٹ کیس اور بیگ تیار کرو۔" وارڈروب سے کپڑے منتخب کرتے ہوئے عثمان بہت مصروف تھے۔ ادھر چائے پر سب ان کا انتظار کر رہے تھے' کافی عرصہ بعد فاریہ بھی چائے پر ان کا ساتھ دے رہی تھیں۔ عاشی کی شادی کی وجہ سے انہوں نے اپنی دولی سرگرمیاں کم کی ہوئی تھیں۔

"میں تقریباً" چھ سات روز کے لیے اسلام آباد جا رہا ہوں۔" عثمان نے بیٹھتے ہی مطلع کیا تو فاریہ پریشان ہو گئیں۔

"عثمان! شادی میں دو ہفتے رہ گئے ہیں' تم جلدی آنے کی کوشش کرنا۔"

"میں کام ختم ہوتے ہی آ جاؤں گا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی میں شرکت نہ کروں۔" انہوں نے پاس بیٹھی عاشی کا سر تھپکا تو اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

عثمان چائے کے گھونٹ بھرتے ہوئے سرسری نگاہوں سے ٹیبل پر دھرے شام کے اخبارات کا جائزہ بھی لے رہے تھے۔ ایکدم ان کے چہرے کا رنگ بدلا اور تنے غصے سے بھڑک گئے۔

"No not at all" اخبار ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ وہ تینوں حیران تھیں کہ یکایک انہیں کیا ہوا ہے جو وہ یوں غصے میں آ گئے ہیں' حالانکہ وہ بڑے دھیمے اور ٹھنڈے مزاج کے تھے۔

"عثمان! کیا ہوا ہے؟" فاریہ نے ان کا شانہ ہلایا تو وہ اسی عالم میں دھاڑے۔

"تو پڑھ لو اس لفنگے کے کارنامے۔"

انہوں نے لفنگے پر زور دیتے ہوئے اخبار فاریہ کی طرف پھینکا۔

"آج کل اس طرح کے اسکینڈلز بننا عام سی بات ہے۔ جھوٹی خبریں لگانا تو ان اپوزیشن پیپرز کا پسندیدہ مشغلہ ہے' مجھے تو یہ اس کے خلاف مہم لگ رہی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے' اس کے خلاف یہ پروپیگنڈا ہے جو دوسرے چینلز کافی عرصے سے کر رہے

ہیں۔" ان کا اطمینان قابلِ دید تھا۔

"یہ اخبار نے لکھا ہے۔" وہ چیخ کر بولے۔

"عثمان! کول ڈاؤن پلیز۔" قاریہ نے ان کا کندھا دبایا تو انہوں نے ان کے ہاتھ جھٹک دیے۔

"یہ جھوٹی خبر ہے۔"

"یہ یہ تصویر جھوٹی نہیں ہے۔" انہوں نے پھر اخبار قاریہ کی طرف بڑھایا۔

"تصویر بھی جھوٹی ہے، سائنس نے بڑی ترقی کرلی ہے۔ بالفرض اگر یہ سچ بھی ہے تو اس عمر میں سب لڑکے ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انجوائے منٹ کا حق ہر کسی کو ہے۔ صحافی فضول باتیں چھاپتے ہیں۔" قاریہ کی بے نیازی برقرار تھی۔

"وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔" عثمان نے دانت پیسے۔

"بہت اچھا لڑکا ہے راحیل۔" قاریہ نے پھر اس کی حمایت کی۔

"ہاں ہاں، میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں ایسے اخلاق باختہ لڑکے سے ہرگز اپنی بیٹی کی شادی نہیں کروں گا۔ آج ہی یہ انگوٹھی ان کے منہ پر دے مارو۔ تم کیسی ماں ہو، سب کچھ جانتے ہوئے بھی حمایت کررہی ہو، ہم آنکھوں دیکھی مکھی نہیں نگل سکتے۔ بس ختم کرو یہ سب، دس از لاسٹ۔" عثمان کا لہجہ قطعی اور بے لچک تھا۔

"کیا ہوگیا ہے تمہیں بچوں جیسی بات کررہے ہو۔ اتنے اچھے لڑکے سے رشتہ ختم کروں۔ ویسے بھی تمہاری لاڈلی کی شہرت کی وجہ سے ہمارے سرکل کے لوگ جلتے ہیں، اب کون اس کا رشتہ مانگے گا۔ شکر کرو اتنی اچھی اور امیر فیملی میں اس کا رشتہ ہوا ہے۔" انہوں نے اپنے تئیں عثمان کو سمجھانے کی کوشش کی۔

"میری بیٹی اتنی گری پڑی نہیں ہے جو اس کے لیے اچھا لڑکا نہیں ملے گا۔ ویسے بھی اس ٹائپ کا لڑکا میری بیٹی کے قابل نہیں ہے۔ راحیل کی دولت کی وجہ سے تمہیں اس کی برائیاں بھی اچھائیاں نظر آرہی ہیں۔ وہ شوبز کا بھنورا ہے، ایسے لوگ کبھی اچھے شوہر ثابت نہیں ہوسکتے۔"

"ہاں ہاں، تم تو پہلے ہی راحیل کے خلاف تھے۔" احساس کمتری کے مارے مگر جان لو، نور کا رشتہ یہیں برقرار رہے گا۔" قاریہ خم ٹھونک کر مقابلے پر اتر آئیں۔

ماشی دونوں میں مصالحت کروانے کی کوشش کررہی تھی، جبکہ وہ ٹکر ٹکر دونوں کی صورت دیکھ رہی تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں، منگنی کی انگوٹھی کو اس لفنگے کے منہ پر دے مارو ورنہ واپس آکر مجھے خود یہ کام کرنا پڑے گا۔ نور! تم یہ انگوٹھی اتار کر اپنی ماں کو دے دو۔" وہ کہتے ہوئے اندر چلے گئے۔ ان کی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا، نوکر ان کا سامان گاڑی میں رکھ چکا تھا۔ نور الصبح ابھی تک وہیں کھڑی تھی، بے جان سے انداز میں۔ ماں باپ کے روز روز کے جھگڑوں سے وہ پریشان ہوجاتی تھی۔ عثمان جانے سے پہلے دوبارہ اس کے پاس آئے، اسے اپنے ساتھ لگایا، اس کے آنسو پلکوں کی حدود توڑ کر گالوں پر آگئے۔

"ڈونٹ وری، میں تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں ہونے دوں گا۔"

اسے تسلی دے کر وہ چلے گئے۔ نور الصبح کا دل چاہا کہ انہیں روک لے۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا کوئی طوفان دبے قدموں ان کے گھر کا رخ کررہا ہے۔ ہوش سنبھالنے سے بھی پہلے سے وہ ان دونوں کی جھڑپیں دیکھ رہی تھی۔ شکست ہمیشہ عثمان کا مقدر بنتی تھی۔ اسے ماں سے خوف آتا تھا کیونکہ وہ اسے باپ کا حمایتی کہتی تھیں، نہ جانے اس کے ساتھ وہ سوتیلوں والا سلوک کیوں کرتی تھیں، حالانکہ وہ ان کے ڈر سے ان کا ہر حکم مانتی تھی پھر بھی وہ اس سے خوش نہیں ہوتی تھیں۔ ماشی قاریہ کو اندر لے جاچکی تھی۔

اس نے بے جان ہاتھوں سے اخبار اٹھایا جس کی وجہ سے یہ سارا فساد ہوا تھا۔ "مشہور پاپ سنگر اور میوزک انسٹیٹیوٹ کے روح رواں راحیل گیلانی نیو ایئر نائٹ کے موقع پر ماڈل گرل پنکی کے ساتھ انجوائے

کرتے ہوئے۔"

اخبار نے تصویر کے نیچے سرخی جمائی تھی' مزید خبر میں بتایا گیا تھا کہ راحیل اور نئی ماڈل گرل چنکی جو خوب شکن حسن کی مالک ہے۔ آج کل دونوں ایک ساتھ دیکھے جا رہے ہیں۔ قرین قیاس ہے دونوں جلد شادی کرلیں گے۔

اسے چنکی اور راحیل کا ہوشربا پوز دیکھ کر پسینے آگئے۔ اس نے اخبار رکھ دیا۔ اسے اس بات کا دکھ نہیں تھا' راحیل ایک غیر لڑکی کو بانہوں میں لیے کھڑا ہے' بلکہ اسے خدشہ تھا کہ فاریہ اپنی برتری جتانے کے زعم میں عثمان احمد کو شکست دینے کے لیے کوئی انتہائی قدم نہ اٹھالیں۔ آنے والا وقت اسے خوفزدہ کر رہا تھا۔ مرے مرے قدموں سے وہ اندر جا رہی تھی کہ فاریہ کی آواز نے قدم وہیں روک دیے۔ وہ فون پر راحیل سے بات کر رہی تھیں۔

"بلی سن لی تو۔ یہ سب جھوٹ ہے' تمہارے مخالف تمہاری مقبولیت سے خائف ہو کر یہ حربے استعمال کر رہے ہیں۔" فاریہ کا لہجہ اتنی شیرینی لیے ہوئے تھا کہ کچھ دیر پہلے ہونے والی بدمزگی کا شائبہ تک نہ تھا۔

"سب ایسا کچھ نہیں ہوگا۔" ان کے لہجے میں عزم تھا۔ وہ پلٹ کر باہر آگئی۔

ادھر راحیل نے فون رکھ کر اطمینان کا سانس لیا۔ اسے عثمان اور فاریہ کی طرف سے سخت رد عمل کی توقع تھی' پر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ بہت آسودہ تھا۔ سارا میں صحافی شاید اس کی ایک ایک حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھے۔ چنکی کے ساتھ وہ تصویر بھی اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ اس نے بھی کون سی احتیاط کی تھی۔ جذبات کے ہاتھوں بے قابو ہو گیا تھا۔ چنکی اس کے ساتھ ایک مشہور گانے میں پرفارم کر رہی تھی۔ خوش شکل ماڈل تھی' آج کل راحیل کے ساتھ چنکی کے اسکینڈل کا چرچا تھا۔ وہ نور الصبح والے سلسلے میں ناکامی سے بہت جھنجلایا ہوا تھا۔ چنکی کی زلفوں کی چھاؤں میں اپنے جلتے دل کو بہلانے کی سعی کر رہا تھا۔ شوبز میں آنے سے پہلے بھی اس کی کئی لڑکیوں سے دوستی تھی۔ ان کی کلاس میں ایسی مخلوط دوستیوں اور میل ملاپ کو برا نہیں تصور کیا جاتا تھا۔ نور الصبح پہلی ملاقات ہی میں اس پر اپنا اثر چھوڑ گئی تھی۔ اس کے گریز میں بھی راحیل کو کشش محسوس ہوتی تھی' عام طور پر لڑکیوں سے دوستی کے ابتدائی مرحلے میں ہی بیزار ہو جاتا تھا' لیکن "وہ" اس کی زندگی میں آنے والی واحد لڑکی تھی جس سے وہ ابھی تک ذرہ بھر بیزار نہیں ہوا تھا۔ بلکہ دن بہ دن اس کی طلب و خواہش بڑھتی جا رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

تین روز سے مسلسل یہی ہو رہا تھا' فاریہ صبح سویرے نکلتیں اور رات گئے لوٹتیں۔ نور الصبح پریشان سی تھی جانے کیوں ان کی حرکتیں پراسرار سی تھیں۔ شام میں وہ سو کر اٹھی تو ڈرائنگ روم سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھپاکے مار کر وہ باہر نکلی تو عاشی اسی طرف آرہی تھی۔

"تمھیں ڈرائنگ روم میں آجاؤ' پھوپھو بلا رہی ہیں۔" وہ بہت سنجیدہ لگ رہی تھی۔

نور الصبح جیسے ہی اندر داخل ہوئی' ٹھٹک کر رک گئی۔ اندر راحیل' تزئین' طاہر' آنٹی شہلا اور کچھ اجنبی صورتیں تھیں۔ بائیں ہاتھ والے صوفے پر ایک باریش شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر رجسٹر اور پین رکھا ہوا تھا۔ فاریہ اسے وہیں کھڑے دیکھ کر خود اس کے قریب چلی آئیں۔

"اس گھر کی مضبوط بنیادیں تمہارے آئندہ اقدام پر ہی قائم رہ سکیں گی۔ میں جو کہوں چپ چاپ کرتی جاؤ ورنہ میں سب کچھ چھوڑ کر رضوان کے پاس چلی جاؤں گی۔"

وہ دھیمی آواز میں بولیں اور اس کے سرد وجود کو تزئین کے ساتھ لا بٹھایا۔

"مولوی صاحب! شروع کریں۔" اسے سر جھکائے دیکھ کر طاہر' باریش شخص سے مخاطب ہوئے۔

آنا" فانا" نکاح کی رسم انجام پائی۔ وہ سب ہو گیا جس کے نہ ہونے کی وہ دعائیں مانگا کرتی تھی۔ اس نے لرزتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر دستخط کیے۔ نکاح کے بعد مٹھائی پیش کی گئی۔ عاشی نے ایک ٹکڑا اس کے منہ میں ڈالا تو اس نے بمشکل نگلا۔

"جیسے ہی عثمان کا فون آیا' میں پریشان ہو گئی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے کہ کوئی اور اسکینڈل بنے' میں آپ سے بات کروں۔ اب نکاح تو ہو چکا ہے۔ رخصتی عثمان کی واپسی پر دھوم دھام سے ہوگی۔"

وہ سب کو بتا رہی تھیں۔ ہنس ہنس کر باتیں کرتی فاریہ اسے ہرگز اپنی ماں نہیں لگ رہی تھیں۔ یہ تو کوئی اجنبی صورت تھی' مائیں ایسی سنگدل اور بلیک میلر نہیں ہو سکتیں۔ وہ جیت گئی تھیں۔ انہوں نے منصوبہ بنایا تھا کہ عاشی کی شادی کے دن وہ عثمان کی موجودگی میں راحیل اور اس کے نکاح کا اعلان کریں گی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں اپنی عزت کے ڈر سے عثمان چپ ہی رہتے اور رخصتی پر راضی ہو جاتے۔ یوں ان کی جیت مکمل ہو جاتی۔

☆ ☆ ☆

"طاہر! یہ کچھ آکورڈ پوزیشن نہیں ہے۔ مجھے تو یہ سب عجیب سا لگ رہا ہے۔ نکاح میں نور کے چچا یا تایا میں سے کوئی بھی شریک نہیں تھا۔ بھلا اسکینڈل کا ایسا بھی کیا خوف۔ باپ نے اسلام آباد سے فون پر کہا کہ بیٹی کا نکاح کردو۔ ہو نہ ہو کوئی چکر ہے۔ فاریہ نے اتنی جلدی مچائی کہ میں کچھ سوچ ہی نہ سکی۔ ایک ہی بیٹا ہے ہمارا۔ کتنے ارمان تھے۔ یہ کروں گی' وہ کروں گی' مگر چوری چھپے اس کا نکاح ہوا ہے۔ لوگوں کے لیے' ہمارے فرینڈز کے لیے تو یہ سرپرائز ہی ہوگا۔"

میک اپ صاف کرتے ہوئے تزئین نے اپنے خدشات کا اظہار کیا۔

"میں بھی حیران ہوں۔ رحمہ بتا رہی تھیں کہ عثمان راحیل کی حرکتوں کو ناپسندیدگی سے دیکھتے ہیں پھر کیا یک دم نکاح پر راضی کیسے ہو گئے۔ انہوں نے چنکی اور راحیل کے اسکینڈل کے بارے میں ایک لفظ تک نہیں کہا۔ ادھر راحیل بھی بہت پرجوش ہو رہا تھا۔ میرے سوچنے سمجھنے کی طاقت بھی تمہاری طرح ختم ہو گئی تھی۔ اب دھیان میں آرہا ہے۔"

طاہر بھی پریشان سے ہو گئے تو تزئین نے انہیں تسلی دی۔

"آپ ٹینشن نہ لیں' عثمان پرسوں آرہے ہیں' اصل بات پتا چل جائے گی۔ ویسے ہمارے راحیل کو اس کی منزل ملنے کی خوشی میں ہمیں بھی خوشی منانا چاہیے۔" تزئین نے ان کا ذہن دوسری طرف موڑ دیا۔

☆ ☆ ☆

ڈولی اپنے شوہر اور بیٹے کے ہمراہ آئی تو عاشی کی شادی کی رسمیں شروع ہو گئیں' عثمان بھی آگئے تھے۔ نور الصبح کی اجڑی اجڑی آنکھیں دیکھ کر انہیں گمان بھی نہ ہوا کہ کیا سانحہ ہو چکا ہے۔ عاشی کی رخصتی کے روز ڈولی نے بمشکل ہمت کر کے اسے کمرے سے باہر نکالا۔ فاریہ نے دھماکہ کر ہی دیا۔ انہوں نے اس اہم محاذ پر عثمان کو ہرا کر چھوڑا تھا۔

"نہیں' یہ نہیں ہو سکتا۔" عثمان کو یقین نہیں آرہا تھا۔

"میں ایسا کر چکی ہوں' تمہاری لاڈلی بیٹی کی بھی یہی مرضی تھی۔" انہوں نے سفید جھوٹ بولا۔

"تم مذاق کر رہی ہو ناں۔" عثمان کے لہجے میں تذبذب تھا۔

"ایسے سنجیدہ معاملے میں مذاق نہیں کیا جا سکتا۔" فاریہ بھی سنجیدہ تھیں۔ عثمان نے انہیں جھنجوڑ ڈالا۔

"تم نے یہ کیا کر ڈالا؟"

وہ شاک کی کیفیت میں تھے نور الصبح کو بلایا' مرے مرے قدموں سے وہ ان کے قریب آکر رک گئی۔

"یہ سچ ہے؟"

وہ نظریں زمین پر گاڑے رہی، تمام مہمان دم بخود انہیں دیکھ رہے تھے۔ راحیل، تزئین اور طاہر جو ابھی ابھی آئے تھے حیران سے تھے۔

"میں پوچھ رہا ہوں تم سے؟۔ یہ سب تمہاری مرضی سے ہوا ہے؟" وہ زور سے دھاڑے۔

نورالصبح ہنوز اسی پوزیشن میں تھی۔

"کیا اس گھر میں میری کوئی حیثیت نہیں ہے؟" انہوں نے زندگی میں پہلی بار فاریہ پر ہاتھ اٹھایا اور نور الصبح کو دھکا دے کر آگے سے ہٹایا۔

"نور تم نکل جاؤ یہاں سے۔"

"عثمان ہوش میں آؤ کیا کر رہے ہو؟" سفیان نے انہیں روکا۔

زندگی میں پہلی بار وہ انہیں اس قدر غصے میں دیکھ رہے تھے۔

"میں کہتا ہوں اس سے کہو میری نگاہوں سے دور ہو جائے ورنہ میں خود کو شوٹ کرلوں گا۔"

وہ اپنا پستول لینے اندر کی طرف لپکے شاہد اور رضا ان کے پیچھے بھاگے۔ سفیان نے ڈولی کو اشارہ کیا کہ نورالصبح کو یہاں سے لے جائے۔ اس تمام عرصے میں وہ تینوں خاموش رہے تھے۔ اب پتا چلا تھا کہ فاریہ نے جھوٹ بولا ہے۔ انہیں اپنی سخت توہین محسوس ہو رہی تھی۔

فاریہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔ غم و غصے سے ان کی حالت تباہ ہو رہی تھی۔ زندگی بھر عثمان نے کبھی ان سے اونچی آواز میں بات نہیں کی تھی۔ اتنی کھلی بے عزتی کا تو تصور محال تھا۔ کتنی شرمناک صورت حال تھی۔ یوں کھلے عام شہر بھر کے معززین کے سامنے عثمان نے ان پر ہاتھ اٹھایا تھا وہ روتی ہوئی وہاں سے ہٹ گئیں۔ کاش زمین پھٹتی اور وہ اس میں سما جاتیں۔ تمسخرانہ نگاہوں کا سامنا کتنا دشوار ہوتا ہے، انہیں پہلی بار علم ہوا تھا۔

"نور سے کہو یہاں سے چلی جائے اور آئندہ مجھے اپنی شکل نہ دکھائے۔" انہوں نے دروازہ لاک کر لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

"پلیز انکل! نور کو لے جائیں۔ ہم پپا کو کول ڈاؤن کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ اس وقت وہ بہت ڈسٹرب ہیں۔" ڈولی نے جیسے طاہر کی منت کی۔

"ارے نہیں بیٹا! ایسے نہ کہو نور ہماری بچی ہے۔ ہم اسے ضرور لے جائیں گے۔ وہ ہمارے ساتھ چلنے کی سوچ کر۔"

ان کے جواب سے گو کہ پریشانی دور ہو گئی۔ ادھر وہ عثمان کے کمرے کے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔

"اللہ کے لیے ابی دروازہ کھولیں۔ ایسے مت کریں بے شک مجھے کوئی مار دیں۔" وہ پاگلوں کی طرح دروازہ پیٹ رہی تھی۔ یہ دروازہ تو اس کی قسمت کی طرح بند ہو چکا تھا جسے کھلنا۔

ڈولی نے روتی تڑپتی نورالصبح کو بمشکل گاڑی میں بٹھایا۔

"فکر مت کرو ہم ڈیڈی سے بات کریں گے۔"

اس نے تسلی دی۔ ادھر سفیان، تزئین اور طاہر سے معذرت کر رہے تھے۔

"عثمان کی طرف سے ہم معافی مانگتے ہیں۔ دراصل یہ سب غلطی کی وجہ سے ہوا ہے۔" شادی کا گھر اچھا خاصا تماشا گاہ بن گیا تھا۔ عورتیں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔

عثمان احمد کو منانے اور ٹھنڈا کرنے کی تمام کوششیں بے کار گئیں۔ دونوں بھائیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ بچی کو سیدھے سبھاؤ رخصت کر دو وہ سنتے ہی بے قابو ہو گئے البتہ طاہر سے انہوں نے اپنے نامناسب رویے کی معذرت ضرور کی۔

"اگر کسی نے نورالصبح سے ملنے یا گھر لانے کی بات کی تو اچھا نہ ہوگا۔" انہوں نے فاریہ سمیت سب کو دھمکی دی۔ "اگر کوئی نورالصبح سے ملا تو اس گھر میں اس کا آخری دن ہوگا۔"

فاریہ کا سارا دم خم نکل گیا تھا۔ اب ان کی تنی گردن میں خم تھا۔ کلف لگی شخصیت بجھی ہوئی تھی وہ تو سب سے چھپتی پھر رہی تھیں۔ سارا دن کمرے میں بند رہتیں۔ اب تو انہیں ڈپریشن کے دورے پڑنے لگے

تھے۔ ڈولی جا چکی تھی۔ سنی کو دوستوں سے فرصت نہ تھی رہ گئے عثمان تو وہ صدیوں کے اجنبی نظر آنے لگے تھے۔

☼ ☼ ☼

"طاہر! اب کیا کریں۔ اس معاملے کو یوں تو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ سوسائٹی میں ہمارا ایک نام ہے۔ اس عمل سے ہماری کتنی انسلٹ ہوئی ہے۔ راحیل کا تمہیں پتا ہے۔ وہ کتنا بے لگام ہے۔ نور کے والدین سے کوئی توقع نہیں ہے کیونکہ وہ ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔" طاہر اور تزئین اسی مسئلے پہ سوچ بچار کر رہے تھے۔

"ٹھیک ہے کچھ کرتے ہیں پہلے ہی بڑی جگ ہنسائی ہو چکی ہے۔" طاہر نے کہا تو تزئین نے اثبات میں سر ہلایا۔

نورالصبح بہت چپ چپ تھی۔ جب سے راحیل ولا میں آئی تھی۔ اس کی یہی حالت تھی۔ کھانا پینا بھی برائے نام تھا۔ سب اس کی خاموشی کو محسوس کر رہے تھے۔ راحیل اس کی اس کیفیت سے پریشان سا تھا۔ دل پہلی بار اس کی طرف سے نرم ہوا تھا۔

تزئین نے شادی کی تقریب کی تو وہ گم صم ہو گئی۔

"ابو کے بغیر میں ہر خوشی خود پہ حرام سمجھتی ہوں۔" وہ رونے لگی۔

"ایسا کب تک ہوگا۔ میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ لوگ ہم پہ ہنسیں گے، باتیں بنائیں گے۔ اب تم عقل سے کام لو۔ طاہر! آپ کارڈ چھپنے کو دے آئیں۔ میں تیاری کرتی ہوں۔" تزئین کا انداز قطعی بے لچک تھا۔

"پلیز آنٹی! ایسے مت کریں۔ ابو مان جائیں گے۔ ان کی مرضی کے بغیر۔"

نورالصبح کا بولتے بولتے سانس پھول گیا۔ کھڑے کھڑے وہیں گر گئی۔ طاہر بھاگ کر اس کی طرف لپکے، فوراً اسے ہاسپٹل لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر نے بتایا کہ نورالصبح کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا ہے۔

"ایک تو بچی اتنی مشکل صورت حال میں گرفتار ہے۔ اوپر سے تم بھی۔ ایسا ہونا ہی تھا۔ میں نور کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ لوگ جو چاہیں کہیں مجھے پروا نہیں ہے۔ اس کی حالت دیکھ رہی ہو۔ بھلا اس حالت میں شادی ہو سکتی ہے۔" طاہر آہستہ آہستہ رسان سے بول رہے تھے تزئین شرمندہ سی ہو گئیں۔

☼ ☼ ☼

نورالصبح ہاسپٹل سے آ گئی تھی مگر اس کے اندر سے جینے کی امنگ ہی ختم ہو چکی تھی۔ سارا دن لیٹی بے معنی سوچوں سے نبرد آزما رہتی۔

وہ نہا کر نکلی تو سکینہ ہاتھی دانت کے دستے والی کنگھی سے اس کے بال سنوارنے لگی۔ چند منٹ بعد اس نے سکینہ کے ہاتھ سے کنگھی لے لی۔

"مجھے دو میں خود کرتی ہوں۔" سکینہ اٹھ گئی جونہی وہ باہر نکلی۔ راحیل آ گیا۔ اس کے ہاتھ وہیں تھم گئے۔ راحیل اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ پہلے بھرپور نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا۔ وہ کافی کمزور ہو گئی تھی مگر اے پہلے کے مقابلے میں بہت کر دل کش لگی اس کے نقوش سراپے میں اداسی گھل گئی تھی۔

"بھئی! اٹھائیں، چھٹی جان بنائیں۔ کیا کوئی کھانے سے روکتا ہے۔" اس نے گفتگو کا آغاز کیا "ایک ایک کر کے دن گزارے ہیں، آپ کے انتظار میں۔ آپ کے والد محترم کم تھے جو اب آپ بھی جان جلانے پر تل گئی ہیں۔"

"میں نے کیا کیا ہے؟" راحیل کے طنز سے والد محترم کہنے پہ اس کے دل کو دھکا لگا۔ اور آنکھوں کے پیالے چھلک پڑے۔ لہجے میں وہ غرور بھی نہیں تھا جو اس کی شخصیت کا حصہ تھا۔ دبے دبے انداز میں بولتی وہ کتنی مختلف اور خوفزدہ لگ رہی تھی۔ آج کل اسے رونے کے لیے معمولی بہانے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ جھلمل کرتے آنسو دیکھ کر اس کا نرم ہوتا دل پھر سخت ہو گیا۔

"ایسا کیا ظلم کیا ہے میں نے۔"

راحیل اس کے سامنے گیا۔ نورالصبح کو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کے انداز سے خوف آتا تھا۔ عجیب ضدی' بیباک اور ہٹ دھرم سی آنکھیں تھیں۔ سب کچھ منوا لینے کا عزم لیے ہوئے قدرے شوخ اور شریر سی چمک والی' وہ کبھی کبھی سوچتی لڑکیاں شاید اس کی آنکھوں کی وجہ سے اس کی پرستار ہیں۔ جب وہ آنکھوں کی زبان میں بات کرتا ہو گا تو کس کس کا دل گھائل نہ ہوتا ہو گا۔ وہ اس کی خاموشی سے جھنجلا گیا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔ تزمین اور طاہر نے اسے نورالصبح کی مجبوری اور پریشانی کا حوالہ دیا تھا۔ بظاہر تو وہ ان کی بات مان گیا تھا اندر ہی اندر غصے سے کھول رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ بہت دن کے بعد گھر سے باہر نکلی تھی۔ قریبی پارک میں اس وقت بہت رش تھا۔ بچے بڑے مرد عورتیں سب ہی موجود تھے اور اپنے اپنے طور پہ لطف اندوز ہو رہے تھے۔ کافی دیر کے بعد اسے گھر لوٹنے کا خیال آیا۔ مغرب کا وقت ہونے والا تھا۔ پارک بھی آہستہ آہستہ خالی ہو رہا تھا۔ اس نے بھی واپسی کا قصد کیا۔ تھکے تھکے قدموں سے وہ گھر کا فاصلہ طے کرنے لگی' روز و شب ایک اداس اور بوجھل کر دینے والے سفر سے گزر کر وہ محسوس ہو رہے تھے۔ ایک پژمردگی ہر وقت اس کا احاطہ کیے رہتی۔ تزمین اور طاہر خود اس کی طرف سے پریشان رہتے تھے۔

کچن سے برتنوں کے ٹکرانے اور ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا مدھم سا شور ہو رہا تھا۔ اس نے دروازے سے ہی جھانک کر اندر مصروف عمل سکینہ سے ایک کپ چائے بنانے کی درخواست کی اور لاؤنج کی طرف آ گئی۔

وہاں موجود اجنبی صورت کو بے تکلفی سے براجمان دیکھ کر سٹپٹا سی گئی۔

"جی آپ کون؟" وہ رک رک کر بولی تو وہ جو کوئی بھی تھا۔ پوری طرح اس کی طرف گھوم گیا۔

نورالصبح کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ غور سے دیکھنے پہ وہ بمشکل اسے پہچان پائی' یہ تو وہ راحیل تھا بالکل بدلے ہوئے حلیے میں۔ کندھوں سے نیچے لٹکتے بال غائب تھے۔ گھٹنوں سے پھٹی سوراخ زدہ جینز کی جگہ وہ کیتی اور تیس سی پینٹ میں ملبوس تھا گریبان جو ہمیشہ کھلا رہتا تھا آج وہاں موٹی زنجیر نہیں تھی بلیک شرٹ اور پینٹ میں ملبوس اپنے ایک دم بدلے حلیے میں وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا۔

بہت دیر بعد اسے احساس ہوا کہ وہ پاگلوں کی طرح اسے گھورے جا رہی ہے' وہ کچھ دیر قبل ہی آیا تھا۔ مما بہت خوش تھیں خود کچن میں سکینہ اور زینو کو ڈنر کے بارے میں بتانے گئی تھیں۔

رات کے کھانے پہ طاہر بھی موجود تھے۔ راحیل نے اعلان کیا کہ وہ آفس پابندی سے جائے گا۔ طاہر بہت خوش ہوئے کہ اسے خیال آ ہی گیا۔

☼ ☼ ☼

نورالصبح جب ناشتے کی ٹیبل پہ پہنچی تو صرف راحیل ہی تھا۔ تزمین سو رہی تھیں۔ طاہر آفس جا چکے تھے۔ وہ بھی مصروف سے انداز میں ناشتہ کر رہا تھا اس کے گلے میں تولیہ موجود تھا جو ظاہر کر رہا تھا کہ وہ واش روم سے ابھی ابھی آیا ہے کیونکہ اس کے گیلے بال ماتھے پہ آ رہے تھے۔ اس کے بیٹھتے ہی وہ چائے کی پیالی لے کر اٹھ گیا۔

اس کے ٹیبل پہ رکھے موبائل فون کی بپ ہو رہی تھی۔

"ہیلو!" دوسری طرف عاشی کی پرجوش آواز تھی۔

"زبردست بھئی! ہم نے تو آپ کو پہچانا ہی نہیں۔ بڑے ڈیشنگ لگ رہے ہیں نیو سوبر لک میں۔ آپ کا شو دیکھا ہے۔ مرنے والی حسینوں میں اضافہ ہو گیا ہو گا۔ شاید بھی حیران ہیں۔"

عاشی تعریف کر رہی تھی۔ پرنس نے بھی اسے سراہا تھا اور "چارمنگ بوائے" کا خطاب دیا تھا۔ نورالصبح کے بارے میں عاشی نے استفسار کیا تو وہ

مختصراً بولا۔

"ٹھیک ہیں۔"

"ٹھیک کیوں نہ ہوں گی۔ آپ جیسا ڈیشنگ اور ہینڈسم پارٹنر ملے تو بندہ ٹھیک ہی رہتا ہے۔" اس کے لہجے میں رشک تھا۔

☼ ☼ ☼

موسم بڑا آفت ہو رہا تھا۔ چھم چھم بارش برس رہی تھی۔ نورالصبح لان میں بیٹھی کتنی دیر سے بھیگ رہی تھی۔

"خوشیاں مجھ سے کیوں روٹھ گئی ہیں۔ ابو ناراض ہیں۔ امی پلٹ کر نہیں آئیں۔ کسی کو میرا خیال نہیں آیا۔ وہ لوگ اتنے تیئں مجھے فراموش کر چکے ہیں۔ کسی کو مجھ سے محبت نہیں ہے۔ ایسی ناپسندیدہ زندگی گزارنے سے بہتر ہے کہ میں۔"

سنگ مرمر کی بینچ پہ سر ٹکائے ہوئے اس پہ جنون سا طاری ہو گیا۔ راحیل ٹیرس پہ کھڑا کتنی دیر سے کھوئی کھوئی نورالصبح کو دیکھ رہا تھا یکدم بھاگ کر نیچے اترا۔

"کیوں کر رہی ہیں آپ ایسا۔ اگر آپ کو کچھ ہوا تو آپ کے پیرنٹس مجھ پہ شاید مقدمہ کر دیں۔ آپ کو اگر مرنے کا شوق ہے تو میرے گھر سے باہر جا کر یہ شوق پورا کریں۔ میں ابنا ریوالور لا دیتا ہوں۔"

"چھوڑیں مجھے۔" اس نے راحیل کے گھیرے کو توڑنے کی کوشش کی۔

"دیکھیں محترمہ! مجھے جیل کی ہوا کھانے کا شوق نہیں ہے اور آپ کے والد محترم تو قتل عمد کا کیس بنوا دیں گے مجھ پہ۔" راحیل اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

بارش کا پانی دونوں کو شرابور کر گیا تھا۔ نورالصبح کی پیشانی پہ نشان سا بن گیا تھا۔

"اندر چلیں یہاں چوٹ لگ گئی۔" راحیل نے اس کی پیشانی کی طرف اشارہ کیا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"بے حال تکلیف ہم آپ کو سلامت واپس کرنا

چاہتے ہیں۔"

وہ الجھ سی گئی۔ بار بار اس کے گھر والوں کا حوالہ کیوں دے رہا تھا۔ جانے کیا بات تھی۔

☼ ☼ ☼

ملازم کی معیت میں وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ فاریہ اس کی آمد کا سنتے ہی کمرے سے نکل آئیں' ان کے ساتھ عثمان احمد تھے۔

"تم!" وہ بھی اسے بمشکل پہچان پائے۔

راحیل نے مہذب انداز میں سلام کیا انہوں نے ناراضی سے جواب دیا۔ راحیل نورالصبح کی رام کہانی سنانے لگا۔

وہ پہلو بدلنے لگے بغیر کسی قصور کے انہوں نے اپنی لاڈلی بیٹی کو اتنی بڑی سزا دی تھی۔ احساس پشیمانی ہونے لگا۔ ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے۔ دم خم تو ان کا بہت پہلے نکل چکا تھا۔ رہی سہی کسر راحیل کی آمد اور معافی تلافی نے پوری کر دی تھی۔

"مجھے فوراً میری بیٹی کے پاس لے چلو۔" ان کی حالت قابل رحم تھی۔ نورالصبح کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آ رہا تھا۔ اس کے پیارے اس کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بھاگ کر دونوں سے آ لگی۔

جذبات کا طوفان ذرا تھما تو تزمین اور طاہر سے ملاقات ہوئی۔

"عثمان بھائی! انور جیسی فرمانبردار بیٹی کسی کسی کو ملتی ہے۔ ان چھ سات ماہ میں ہم تو اس کے عادی ہو گئے ہیں۔" تزمین سچائی سے تعریف کر رہی تھیں۔

"یہ اسی طرح ہے جیسی آپ کے گھر سے آئی تھی۔ اس کی ضد تھی کہ آپ کی رضامندی اور موجودگی کے بغیر وہ ہر خوشی خود پہ حرام تصور کرتی ہے۔" تزمین نے مزید بتایا۔

شکوے شکایتوں کا لمبا دور چلا اور راحیل کا ذکر بھی آیا۔

"بھئی! یہ نئی نسل بہت باہمت ہے اگر راحیل حوصلہ نہ کرتا تو جانے کب تک میں اپنی بیٹی کو سولی پہ

لٹکائے رکھتا۔" عثمان بہت متاسف تھے۔

"ہم بہت جلد اپنی بیٹی کو لینے آئیں گے۔" طاہر محبت سے بولے اور نورالصبح کا سر تھپکا۔

"بیٹھو بیٹا!" عثمان نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ منتظر نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ بہت دیر بعد وہ گویا ہوئے۔

"میں ماضی میں نہیں جانا چاہتا' بس یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تمہاری ماں نے میری رضامندی کے بغیر تمہارا نکاح کروایا تو مجھے بہت غصہ آیا دوسرے راحیل کی عادات کے بارے میں' میں نے جو سنا تھا اس نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ راحیل سے بھی میری بات چیت نہیں ہوئی۔ میں نے بھی اسے درخور اعتناء نہیں سمجھا۔ اس ناخوشگوار واقعے کے بعد پہلی بار راحیل سے میری واقعی ملاقات ہوئی مجھے یہ کہنے میں عار نہیں کہ اس کے ظاہری حلیے سے لے کر اس کے اندر تک تبدیلی آئی ہے۔ میرے خیال میں وہ شخص بہتر ہے جس نے بھی گناہ نہ کیا ہو اور وہ بہترین ہے جسے گناہ کے بعد توبہ کی توفیق حاصل ہوئی ہو کیونکہ تائب ہونے والے شخص نے معافی کی لذت چکھی ہے۔ نادم ہونے والے کو اللہ بھی پسند کرتا ہے۔ راحیل میں کچھ بگاڑ ماحول کی وجہ سے ہے اور عورت کے پاس نیکی' مستقل مزاجی اور محبت کے ہتھیار ہوں تو وہ بگڑے سے بگڑے مرد کو راہ راست پہ لا سکتی ہے اور میری بیٹی میں یہ سب خصوصیات ہیں۔ مجھے امید ہے تمہیں دستور کے مطابق اس گھر سے رخصتی پہ اعتراض نہ ہوگا۔ تم راحیل کو سنبھلنے کا موقع دو۔ اسے اپنے رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کرنا کیونکہ وہ تبدیلی کے عمل سے گزر رہا ہے۔ اس کا تمام تر کریڈٹ تمہیں جاتا ہے۔"

وہ سر جھکائے ان کی باتیں خاموشی سے سنتی رہی' کسی بات کو بھی جھٹلانے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔

☼ ☼ ☼

"ساری بری تیار ہے۔ سونے کے چھ سیٹ کا آرڈر میں جیولر کو دے آئی ہوں' تین سیٹ پتھر کے ہوں گے۔ ایک ڈائمنڈ کا لے لیں گے۔ بعد میں نورالصبح اپنی مرضی سے لیتی رہے گی۔ برائیڈل ڈریس اسی کی پسند سے لیں گے۔ کیوں بھئی راحیل! تم بتاؤ ڈریس کس کلر کا ہو۔"

تزئین نے طاہر کو تفصیل بتاتے ہوئے باہر جاتے راحیل کو بھی روک لیا۔ وہ بندھے بندھے انداز میں بیٹھ گیا۔

"کون سا ڈریس کس کلر کا ہونا چاہیے؟" وہ حیران تھا۔

"چھوڑو بیگم! اسے کیا پتا لڑکیوں کے ٹیسٹ کا۔ نورالصبح کو لے جانا۔ خود اپنی پسند سے لے لے گی۔ بیٹے میاں! تم بھی تو کچھ بولو۔

ہمارے پاس صرف ایک ماہ ہے اس میں ہی سب تیاری کرنا ہے۔" طاہر نے اس سے کہا۔

"میں فی الحال تیار نہیں ہوں۔" راحیل کا جواب حیرت زدہ کر دینے والا تھا۔

"کمال تو مرے جاتے تھے اور اب فرماتے ہیں۔ ابھی میں تیار نہیں ہوں' اس مٹی میں پورے ستائیس سال کے ہو گئے ہو۔ کب تیار ہو گے آخر۔" تزئین نے اسے اچھا خاصا جھاڑ ڈالا۔

"آپ نہیں سمجھیں گے۔ میں بزی ہوں۔"

"تم حواسوں میں ہو؟" طاہر کو غصہ آ گیا۔

"جی بالکل۔" راحیل کا اطمینان نہیں ملا گیا۔ پھر وہ جواب دے کر منظر سے ہٹ گیا۔

وہ دونوں متفکر سے ہو گئے۔

مزید بات کرنے کی نوبت ہی نہ آئی کہ وہ انگلینڈ چلا گیا تھا جہاں پاکستانی پروموٹرز اس کا شو ارینج کرنے میں دلچسپی لے رہے تھے۔ طاہر نے عثمان کو بہت شرمندگی سے اس کی اچانک روانگی کا بتایا۔

نورالصبح کو عجیب سا احساس ہوا جیسے وہ کوئی معنی پہنانے سے قاصر تھی۔ ماشی بھی کھٹک گئی تھی۔

"یار! کیا چکر ہے' یہ راحیل ایک دم انگلینڈ چلا گیا ہے۔ تزئین آنٹی کے رویے سے لگ رہا ہے جیسے وہ

...چھپا رہی ہوں۔" ماشی نے ایک سانس میں کئی ...پوچھ ڈالے تو وہ بیزار ہو گئی۔

"مجھے کیا پتا۔ موصوف انگلینڈ کیوں چلے گئے ہیں۔ ...یوں لگتا ہے جیسے وہ انتقام لے رہا ہے۔ وہ قائل ...حد تک خود پسند ہے۔ اس نے ابو کو پہلے ...تھا اور مجھے جعلی نخرے دکھانے والی لڑکی کہا۔ میں ...برداشت کرتی رہی اس کی بدتمیزیوں اور بے ...کو بھی سال تک۔"

وہ بولتے بولتے رک گئی۔

"مجھے معلوم ہے تم کیا کہنا چاہ رہی ہو۔ راحیل کی تم ...میں دلچسپی اور بے قراری ڈھکی چھپی نہیں ...کوئی ایسی ویسی بات تو نہیں ہے۔"

ماشی نے ایسی ویسی بات اس طریقے سے کہا کہ ...وقت گھبراہٹ و غصے نے اسے آ لیا۔

"فضول نہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولی۔

کچھ دنوں سے راحیل کے لیے اس کے خیالات ...تبدیلی آئی تھی۔ اور اب جب وہ عین شادی کے ...میں انگلینڈ جا بیٹھا تو اس حرکت پر وہ پھر بدگمان ...ہو گئی کیونکہ اسے یقین تھا راحیل نے اسے نیچا دکھانے کے لیے یہ سب کیا ہے۔ تو عرب امارات سے آنے کے ...راحیل میں جو تبدیلی آئی تھی تو اس کے دل میں ...نرم سا گوشہ پیدا ہو گیا تھا وہ اس کے آئیڈیل کے ...میں ڈھلتا جا رہا تھا' پھر اب اس کے تمام ...خدشات زندہ ہو گئے تھے۔ وہ پہلے سے بھی بڑھ کر ...خود کو محسوس کر رہی تھی کیونکہ سب آج کل ایک ہی سوال کر رہے تھے۔ "راحیل کب آئے گا؟"

☼ ☼ ☼

راحیل ولا میں قیام کے دوران نورالصبح نے اس کا ...امتحان لیا تھا پھر اب وہ مزید امتحان کا متحمل نہیں ...ہو سکتا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے اس گھر میں آ رہی تھی ...وقت اس کے قریب' وہ بھلا کیسے اس کی بے اعتنائی ...پائے گا۔ پہلے پہل راحیل نے خود کو بہلایا کہ ...نورالصبح سے کوئی محبت نہیں ہے صرف وقتی کشش ہے پھر آہستہ آہستہ وقت گزرنے پہ احساس ہوا کہ اسے واقعی سچ مچ محبت ہو گئی ہے۔ خاص طور پہ اس وقت جب نورالصبح نے اس سے کہا تھا کہ میں گھر سے آیۃ الکرسی کا حصار باندھ کر نکلتی ہوں۔ شیطان میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اس دن اس کے اندر کا شیطان ہمیشہ کے لیے مر گیا تھا اس نے فون پہ ماشی اور نورالصبح کی گفتگو سنی تھی۔ اس نے کہا تھا۔

"مرد جب شادی کے لیے لڑکی پسند کرتا ہے تو اس کی پہلی شرط یہی ہوتی ہے کہ لڑکی ان چھوئی ہو باعصمت ہو' کسی کی پرچھائیں تک اس پہ نہ پڑی ہو' کسی آلودہ نگاہ نے اس کا ضمیر لوٹا نہ کیا ہو۔ اس نے کسی سے دل نہ لگایا ہو' (بھلے مرد نے سینکڑوں دل توڑے ہوں) کیا عزت' عصمت اور حیا صرف عورت کی میراث ہے۔ مرد جب ان خوبیوں کی حامل لڑکی کو پسند کرتا ہے تو عورت کو یہ حق ہے کہ وہ اپنے لیے باکردار شریف اور مضبوط مرد کی ڈیمانڈ کرے۔ جب لڑکی ان شرائط پہ پوری نہ اترے تو اسے ٹھکرا دیا جاتا ہے۔ اگر وہ بے قصور بھی ہو تو تب بھی اکثر کیسز میں اسے ناپسند کیا جاتا ہے۔ اور یہاں تو بات صاف ہے' شک کی گنجائش نہیں ہے۔ میں اپنے لیے مضبوط' باکردار مرد چاہتی ہوں' جس پہ کسی غیر عورت کا سایہ تک نہ پڑا ہو پھر ماشی! میں ایسا کیوں نہیں کر سکتی مجھے یہ حق کیوں نہیں ہے کہ میں ایک ایسے مرد کو ٹھکرا سکوں جو میری پسند کے معیار پہ پورا نہ اترتا ہو۔ راحیل کردار کا ہلکا ہے۔ تھرڈ کلاس لڑکیوں کے ساتھ آئے روز اس کے اسکینڈل چھپتے ہیں۔ کبھی کوئی لڑکی گلے کا ہار بنی ہوتی ہے اور کبھی کوئی ڈانسنگ فلور پہ اس کے قدم سے قدم ملائے اسٹیپ لے رہی ہوتی ہے۔ اس کے باوجود وہ اخلاق باختہ شخص یوں سر اٹھائے چلتا ہے کہ جیسے اس سے بڑھ کر باکردار کوئی نہیں ہے۔ اپنے دامن پہ پڑے چھینٹے نہیں دیکھتا ہے اور چاند پہ تھوکتا ہے۔"

اسے یہ گفتگو سن کر پسینہ آ گیا تھا۔ دل منتی قاریہ' عثمان سے وہ ملا تھا وہ ایسے سخت اور بااصول نہیں تھے اسے ممّا کی بات یاد آئی جو انہوں نے نورالصبح کے گھر

سے آنے کے بعد پہلی بار کہی تھی۔ وہ اپنے اصولوں میں بہت سخت کنزرویٹو ہے۔

اس وقت اس نے کتنے آرام سے کہہ دیا تھا کہ مجھے فرق نہیں پڑتا ہے۔ یہ تو بعد میں پتا چلا تھا کہ اسے فرق پڑتا ہے اور سب کچھ ویسا نہیں ہے۔ وہ اتنا عرصہ خود فریبی کا شکار رہا کہ نورالصبح اسے قبول کرلے گی۔ اس کے پاس دولت' عزت' شہرت ہے۔ سہولیات کی فراوانی ہے۔ وہ اعلا تعلیم یافتہ ہے۔ اس کا اپنا ایک خاندانی بیک گراؤنڈ ہے۔ وہ جدی پشتی رئیس ہے اس کے پاس ظاہری وجاہت ہے۔ نازنینوں کی نگاہیں اسے سراہتی ہیں۔ خود نورالصبح کے پاس کیا ہے۔ اس کا خاندان ان کے ہم پلہ نہیں ہے پھر وہ کس بات پہ اکڑ رہی ہے۔ وہ فطری مردانہ خود سری سے سوچ رہا تھا۔ وہ ہوتی کون ہے شرائط لگانے والی۔ ٹھکرانے والی' ڈیمانڈ کرنے والی۔ وہ خود سے بہت لڑا لیکن اس کے جانے کے بعد دل خالی ہو گیا تھا۔ وہ عزت سے واپس گئی اب اس کا دل خالی خالی سا تھا۔ وہ بظاہر خود سر بنا ہوا تھا۔ مگر اندر سے شکست تسلیم کرچکا تھا۔

وہ نورالصبح سے ہار چکا ہے پھر اب وہ مزید اس کی بے رخی نہیں سہ سکتا تھا۔ گھر سے فون پہ فون آرہے تھے کہ واپس آؤ' وہ تذبذب کا شکار تھا۔

رات عاشی کا فون آیا۔ نورالصبح کی طرح وہ بھی غلط فہمی کا شکار تھی کہ راحیل انتقاماً" ایسا کر رہا ہے۔ اس نے تردید کرنے کی کوشش نہیں کی۔

☼ ☼ ☼

بازار میں گھوم گھوم کے دونوں کا حشر ہو چکا تھا۔ نورالصبح کو تو اچھی خاصی بھوک لگ رہی تھی' عاشی نے اپنے پسندیدہ ریسٹورنٹ کے سامنے گاڑی روکی اور دونوں اندر آئیں۔ سب سے پہلے عاشی کی نگاہ راحیل پہ پڑی۔ وہ اکیلا بیٹھا تھا۔ عاشی تو وہ مڑ لے سے بیٹھ گئی وہ تھوڑی دیر کی چکنی سطح کو گھورتی رہی۔ عاشی نے اس کا بازو پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا۔

یہ ایک مہنگا اور معیاری ریسٹورنٹ تھا۔ راحیل اکثر یہاں آتا تھا' یہاں لوگ اسے پہچان کر [illegible] لگاتے تھے۔ وہ آرڈر دے کر انتظار کر رہا تھا۔

"انگلینڈ سے کب واپسی ہوئی۔"

"تھوڑے دن ہی ہوئے ہیں۔ آپ سنائیں ہیں۔" اس نے نورالصبح کو نظرانداز کردیا۔

"میں ٹھیک ہوں' پڑوسیوں سے [illegible] کرلیں۔" اس نے ناگوار انداز میں کندھے [illegible]

"میری خیریت کوئی نہ ہی پوچھے تو بہتر ہے۔" لہجہ بہت ترش تھا۔

"پلی ہیو یور سیلف۔ یہ کوئی طریقہ ہے بات [illegible] کا۔"

"میں جانتی ہوں کس سے کس طرح [illegible] چاہیے۔ یہ جھوٹا اور بے ایمان شخص اس [illegible] پیش آنا چاہیے۔ خود کو شہنشاہ سمجھتا ہے۔"

"تم نے کس بنا پر مجھے جھوٹا اور بے ایمان کہا" راحیل کو جیسے کسی نے جلتی بھٹی میں [illegible] غصیلی آواز میں غرایا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں جارہی ہوں' تم بیٹھو۔" وہ تیز تیز چلتی دروازے سے باہر آگئی۔

"یہ سب کیا ہے راحیل؟" عاشی اسے دیکھ [illegible] گئی۔

راحیل کے لبوں پہ ایک دل گرفتہ سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

نورالصبح نجانے راحیل کے کنسرٹ میں [illegible] تھی۔ نہ جانے اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔

اس کے نئے ریلیز ہونے والے البم اجنبی میں تمام میلوڈیس اور کانوں کو بھلے لگنے والے تھے۔ [illegible] کے مجبور کرنے پہ نورالصبح جب راحیل کے [illegible] میں گئی۔ تو وہ نوں مرتبہ اس کا دھیان کہیں اور [illegible] وہ واقعی راحیل کو دیکھ اور سن رہی تھی۔

کب تک آخر ہم سے اپنے دل کا بھید چھپاؤ [illegible]
تمہیں راہ پہ اک دن آنا ہے تم راہ پہ آ[illegible]

کیوں چہرا اترا اترا ہے' کیوں الجھی الجھی سی ہیں آنکھیں
سنو عشق' ایک حقیقت ہے' تم کب تک اسے جھٹلاؤ گی
سب رنگ تمہارے جانتا ہوں' میں خوب تمہیں پہچانتا ہوں
کہو کب تک پاس نہ آؤ گی' کہو کب تک آنکھ چراؤ گی

وہ بڑے موڈ اور ترنم میں گا رہا تھا ایک دو بار اس کی نظر اتفاقاً نور الصبح پہ پڑی تو وہ گھبرا گئی کہ کہیں اس نے اس کے دل کا چور تو نہیں پکڑ لیا ہے۔

یہ سونی' محشر بیلی' گل پیرہنی' گوہر سخنی
سب حسن تمہارا بے قیمت گر ہم سے داد نہ پاؤ گی

وہ اسٹیج سے اتر کر شائقین کے درمیان آگیا۔ نور الصبح نے چہرہ جھکا لیا کہ راحیل اسے نہ دیکھ سکے۔

چلو آؤ کبھی تم ہم مل بیٹھیں اور نئے سفر کا عہد کریں
ہم کب تک عمر گنوائیں گے' تم کب تک بات بڑھاؤ گی

"نئے سفر کا عہد کیسے ہو سکتا ہے تم نے تو مجھے اشتہاری بنا دیا ہے۔" وہ دل میں بولی۔

پروگرام ختم ہونے کے بعد راحیل ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ وہ ہمت جمع کرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسٹیج کے پیچھے بنے ڈریسنگ روم کے سامنے رک گئی۔ اندر سے نسوانی ہنسی کی آواز آرہی تھی۔ وہ دبے پاؤں اندر داخل ہوگئی۔ راحیل نے مڑ کر اس کو دیکھا اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت تھی۔

"اوہ تو یہ ہے وجہ شادی سے کترانے کی۔ آپ کا سیکرٹ لو افیئر بھلا پرانی عادتیں کب چھٹتی ہیں۔"

وہ چبا چبا کر بولی تو راحیل کے ساتھ بیٹھی مسز نظام غصے میں آگئیں۔ وہ اور ان کے شوہر اس پروگرام کے آرگنائزر تھے۔ نظام صاحب بھی شور سن کر اندر آگئے۔ مسز نظام راحیل سے کم از کم دس برس بڑی تھیں۔ نور الصبح نے تو حد کر دی تھی وہ اپنے بھاری بھرکم سراپے کو سمیٹ کر بمشکل اٹھیں۔

"تم نے یہ بے ہودہ بات کی کیسے؟" وہ تھر تھر کانپ رہی تھیں۔

"راحیل! یہ کون ہے؟"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"اسے یہاں سے نکالو۔"

"سن لیا اب جائیں۔ ٹی سے گیٹ

راحیل کے انداز سے لگ رہا تھا وہ اسے دھکے
نکال دے گا۔ وہ آنسو بھری آنکھوں کو مسلتی
قدموں سے باہر آگئی۔

"مسز نظام! میں ابھی آرہا ہوں۔" راحیل
ادھر ادھر دیکھتا اس کے پیچھے لپکا۔ اسے بے
آرہی تھی نور الصبح کے الزام پر اس نے
گوشت کے اس پہاڑ کو اس کا خفیہ معاشقہ کہا
بازو پکڑ کر گاڑی میں بٹھایا۔ وہ بہت رش ڈرائیو
تھا۔ گاڑی سیدھی راحیل ولا کے طویل ڈرائیو
جا رکی۔

"نیچے اترنے کی زحمت گوارا کریں گی آپ
اس نے جلتے طنزاً کہا یا رحم۔ "وہ جان
بہرحال گاڑی سے اتر گئی۔

راحیل اسے ڈرائنگ روم میں لے گیا۔

"سکینہ! پہلے انہیں ٹھنڈا پانی دو۔" سکینہ
الٹے قدموں لوٹ گئی اس کے پانی لے کر آنے
راحیل نے دروازہ بند کر دیا۔

"اب آپ نے مجھے کوئی نیا الزام دینا ہے
دیں۔ میں تیار ہوں۔ آپ نے تو مسز نظام
ساتھ مجھے انوالو کرنے سے نہیں بخشا میں
اندھیرے میں نہیں رکھنا چاہتا نور الصبح! آپ
اسم بامسمیٰ ہیں' میں آپ کو دیکھتا ہوں تو
ہے۔ آپ بہت بلندی پہ نظر آتی ہیں۔ شروع
میں میرا ارادہ جسٹ فار انجوائے منٹ تھا
گزرنے کے ساتھ ساتھ مجھے پتا چلا کہ مجھے
بااصول اور سخت لڑکی سے محبت ہوگئی ہے۔
ایک بار آپ نے کہا تھا کہ شیطان مجھے
کر سکتا۔ آپ کے اس فقرے نے میرے
زیر و زبر کر دیا۔ میں کوشش کے باوجود آپ
کر سکا۔ بعد میں میرے خیالات بدل گئے ہیں۔
آپ کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ میں انتقاماً

سے بچ رہا ہوں۔ بلکہ میں تو آپ کی نفرت سے بچ رہا ہوں۔ نور الصبح! آپ کی مرضی کے بغیر میں اب آپ کو چھو تک نہیں سکتا۔ جب کہ اگر ایک چیز رسائی میں ہو تو اسے چھونے کو' پانے کو دل مچلتا ہے۔ میں دل کو بہلاتا۔ اس لیے انگلینڈ چلا گیا کہ یہ معاملہ دب جائے۔"

وہ بولتے بولتے رکا۔ ادھر نور الصبح کی نگاہیں راحیل کے انکشافات پہ حیرت سے پھیلتی جارہی تھیں۔ کیا واقعی یہ راحیل ہے' یہ اس کے خیالات ہیں' یہ کیا انقلاب آگیا ہے۔ راحیل اور یہ الفاظ۔ کہاں گئیں وہ بے باکیاں اور من مانیاں۔ یہ تو بڑا شکست خوردہ انداز تھا۔ ہارے ہوئے تھکے مسافر کا۔

"میں آپ کو چھوڑ دوں۔ میں صرف یہاں غلط فہمیاں دور کرنے لایا تھا آپ کو' تاکہ آپ میرے لیے اور غلط نہ سوچیں۔" وہ بے پناہ سنجیدہ اور یاسیت کا شکار لگ رہا تھا۔

"میں جا تو رہی ہوں مگر یہ بتا دیں کہ مجھے لینے کب آئیں گے۔" یہ الفاظ کہنے کے لیے اسے بہت ساری طاقت جمع کرنا پڑی۔

"کیا۔۔۔؟" راحیل کی آواز بہت بلند تھی۔

"آپ سچ کہہ رہی ہیں؟" وہ نگاہیں چرا گئی۔

"آپ اور کیا سننا چاہتے ہیں۔"

"یہی کہ مسز نظام میرا سیکرٹ لو افیئر ہیں۔" وہ یکدم ہلکا پھلکا ہوگیا اتنے دنوں کی یاسیت اور پژمردگی کہیں دور بھاگ گئی۔

"اوہ گاڈ مسز نظام اور میں!" وہ ہنسنے لگا۔ اور اس نے نگاہیں چرا لیں۔

دل میں کتنے عہد باندھے تھے اسے بھلانے کے لیے
وہ بے وفا جب سامنے آیا سارے ارادے توڑنا اچھا لگا

"ہاں نور الصبح! میں آپ کو کبھی بھی نہیں بھلا سکا۔" وہ سچائی سے بولا تو اس نے پہلی بار اسے نرم نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا۔

"اگلے فرائی ڈے کو مما پپا آپ کے گھر آئیں گے۔ کاش آج ہی وہ اسلام آباد سے آجاتے کیونکہ فرائی ڈے تو بہت دور ہے۔" اس کا لہجہ رنگ بدلنے لگا۔

"نور الصبح آپ کو سوچنے کی تو اچھی خاصی پریکٹس ہے مگر۔"

وہ معنی خیز انداز میں ہنسا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ ہے کہ آپ کو وہ لکھا یاد ہے۔" وہ پٹڑی سے اترنے لگا۔ اب اس کی نگاہوں میں واضح استحقاق اور شوخ جسارت کی دھمکی تھی۔ پہلی بار زندگی میں پہلی بار۔ نور الصبح کو اس کا استحقاق سے دیکھنا اچھا لگا۔ وہ سرخ ہوگئی۔

"میں اب چلوں گی۔"

وہ بااعتماد انداز میں قدم اٹھاتا اس کے ساتھ باہر آگیا۔

"نور الصبح! میری مٹھی میں امید کے بہت سارے جگنو ہیں۔" وہ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"بس ایک بات مجھے ڈسٹرب کرتی ہے کہ کہیں آپ مجبوری کے عالم میں تو نہیں ایسا کر رہی ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو مجھے یقین دلا دیں کہ امیدوں کے' محبتوں کے سفر میں آپ بھی میرے ہمراہ ہیں۔"

وہ اسے دیکھ رہا تھا۔ اسٹیئرنگ وہیل پہ دھرے اس کے ہاتھوں کو۔

نور الصبح نے ایک نگاہ دیکھا اور پھر بنا کسی خوف کے اپنے ہاتھ اس کے ہاتھوں پہ رکھ دیے' اس کے لمس میں اپنائیت اور یقین تھا وہ آسودہ سا ہوگیا۔ واپسی کا سفر شروع ہو چکا تھا' اس سفر کے اختتام پہ ایک چمکیلی خوشگوار صبح ان کی راہ دیکھ رہی تھی جو اب زیادہ دور نہیں تھی۔